﴿... اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِاللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ﴾ (آل عمران: ۷۴) ﴿... عَسٰى اَنْ يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُودًا﴾ (بنی اسرائیل: ۸۰)


# الفضل

ہفت روزہ

انٹرنیشنل

مدیر أعلیٰ: نصیر أحمد قمر

جلد ۳ جمعۃ المبارک ۱۵ مارچ ۱۹۹۶ء شمارہ ۱۱


ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

## دنیوی معاملہ کے سبب کبھی کسی کے ساتھ بغض نہیں رکھنا چاہیئے

"جب تک سینہ صاف نہ ہو دعا قبول نہیں ہوتی۔ اگر کسی دنیوی معاملہ میں ایک شخص کے ساتھ بھی تیرے سینہ میں بغض ہے تو تیری دعا قبول نہیں ہو سکتی۔ اس بات کو اچھی طرح سے یاد رکھنا چاہیئے اور دنیوی معاملہ کے سبب کسی کے ساتھ بغض نہیں رکھنا چاہیئے۔ اور دنیا اور اس کا اسباب کیا ہستی رکھتا ہے کہ اس کی خاطر تم کسی سے عداوت رکھو۔

شیخ سعدی علیہ الرحمتہ نے کیا عمدہ واقعہ بیان کیا ہے کہ دو شخص آپس میں سخت عداوت رکھتے تھے۔ ایسا کہ وہ اس بات کو بھی ناگوار رکھتے تھے کہ ہر دو ایک آسمان کے نیچے ہیں۔ ان میں سے ایک قضائے کار فوت ہوگیا۔ اس سے دوسرے کو بہت خوشی ہوئی۔ ایک روز اس کی قبر پر گیا اور اس کو اکھاڑ ڈالا تو کیا دیکھتا ہے کہ اس کا نازک جسم خاک آلود ہے اور کیڑے اس کو کھا رہے ہیں۔ ایسی حالت میں دیکھ کر دنیا کے انجام کا نظارہ اس کی آنکھوں کے آگے پھر گیا اور اس پر سخت رقت طاری ہوئی اور اتنا رویا کہ اس کی قبر کی مٹی کو تر کر دیا اور پھر اس کی قبر کو درست کرا کے اس پر لکھوایا۔

مکن شادمانی بمرگ کسے ☆☆ کہ دہرت پس ازوے نماند بسے

خدا کا حق تو انسان کو ادا کرنا ہی چاہیئے مگر بڑا حق برادری کا بھی ہے جس کا ادا کرنا نہایت مشکل ہے۔ ذرا سی بات پر انسان اپنے دل میں خیال کرتا ہے کہ فلاں شخص نے میرے ساتھ سخت کلامی کی ہے۔ پھر علیحدہ ہو کر اپنے دل میں اس بدظنی کو بڑھاتا رہتا ہے اور ایک رائی کے دانے کو پہاڑ بنا لیتا ہے اور اپنی بدظنی کے مطابق اس کینے کو زیادہ کرتا رہتا ہے۔ یہ سب بغض ناجائز ہیں"۔ (ملفوظات جلد ۹ صہ ۲۱۷، ۲۱۸)

## اذن الٰہی کے نتیجہ میں جس دعوت کے میدان میں ہمیں جھونکا گیا ہے وہ اسلام کی اشاعت کا میدان ہے نور کے بغیر دعوت کا کوئی تصور نہیں۔

(خلاصہ خطبہ جمعہ یکم مارچ ۱۹۹۶ء)

لندن (یکم مارچ) سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آج مسجد فضل لندن میں خطبہ جمعہ ارشاد فرماتے ہوئے قرآن کریم کی آیات "یا ایھا النبی انا ارسلناک شاھداً و مبشراً و نذیراً و داعیاً الی اللّٰہ باذنہ و سراجاً منیراً" کی تلاوت کرنے کے بعد ان کے معانی کی تفصیل بیان فرمائی۔ حضور نے فرمایا کہ ان آیات میں حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی جو صفات بیان ہوئی ہیں ان کا مرکزی نکتہ نور ہی ہے اور غرض دعوت الی اللہ ہے۔ حضور نے فرمایا کہ کوئی دعوت الی اللہ کی سکیم دنیا میں کامیاب ہو ہی نہیں سکتی جب تک دعوت الی اللہ کرنے والا نور سے کچھ حصہ پائے ہوئے نہ ہو۔ جو نور سے حصہ پاتا ہے اور پھر دعوت اللہ کے اذن سے کرتا ہے وہی ہے جو کامیاب بنایا جاتا ہے، وہی ہے جس کی دعوت کے کچھ معنے ہیں۔ ورنہ ایسے دعوت الی اللہ کرنے والے بھی دنیا میں بے شمار ہیں بلکہ اکثریت میں ہیں جو دعوت تو کرتے ہیں مگر بے نور اور بے اذن۔ نہ ان کو خدا نے اس دعوت کا اذن دیا، نہ اس نور سے ان کا ماحول، ان کا دل، ان کا سینہ اجالا کیا جس نور کے بغیر خدا کی طرف بلانا بے معنی ہے۔

حضور نے فرمایا کہ اگر کسی کے پاس وہ روشنی ہے جو خدا سے ملتی ہے تو پھر وہ خدا کی طرف بلانے کا حقدار بنتا ہے۔ پھر اسکی دلیل اس کے ساتھ چلتی ہے اور اس کی سب سے بڑی دلیل اس کا نور ہے اور اس سے بہتر اور کوئی طریق دعوت الی اللہ کا نہیں ہے۔ نور کے بغیر دعوت کا کوئی تصور نہیں۔ نور میسر ہو تو دعوت کا حق پہنچتا ہے مگر تب بھی ضروری ہے کہ دعوت کا اذن بھی ہو۔

حضور نے فرمایا کہ اذن الٰہی کے نتیجہ میں جس دعوت کے میدان میں ہمیں جھونکا گیا ہے وہ اسلام کی اشاعت کا میدان ہے۔ وہ اللہ کی طرف بلانے کا میدان ہے مگر اس نور کی طرف جس کے بغیر خدا کی طرف سفر ممکن نہیں ہے یعنی سراج منیر کی طرف۔

باقی اگلے صفحہ پر

## مختصرات

مختصرات کے اس کالم میں ۔ جیسا کہ اس کے عنوان سے ہی واضح ہوتا ہے ۔ حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی مجالس علم و عرفان (جن کو ایم ٹی اے پر "ملاقات" کے عنوان سے پیش کیا جاتا ہے) کا نہایت مختصر ذکر کیا جاتا ہے۔ اس اختصار کے باوجود یہ کالم اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت مفید ثابت ہو رہا ہے۔ اس کی ایک مثال یہ ہے کہ پچھلے دنوں ایک دوست نے ذکر کیا کہ وہ اس کالم کو اخبار سے کاٹ کر یا فوٹو کاپی کرکے اس ویڈیو ٹیپ کے ساتھ محفوظ کر لیتے ہیں جس میں وہ پروگرام انہوں نے ریکارڈ کیا ہوتا ہے اس طرح ٹیپ دیکھتے ہی معلوم ہو جاتا ہے کہ اس ٹیپ میں حضور انور کی زبان مبارک سے کن کن سوالات کے جوابات مل سکتے ہیں۔ یہ صورت ذاتی استفادہ کے علاوہ تبلیغی لحاظ سے بھی بہت مفید ثابت ہوتی ہے۔ امید ہے کہ یہ خیال قارئین الفضل کو پسند آئے گا اور وہ بھی اس طرز پر اس کالم سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کریں گے۔

نوٹ۔ رپورٹ میں ایک اضافہ نوٹ فرمالیں کہ ۱۹ فروری کے درس القرآن میں حضور انور نے غدیر خم کے واقعہ کی تفصیل، اس کا تاریخی پس منظر اور اس بارہ میں مختلف شیعہ روایات کا تنقیدی جائزہ لیا۔ اس روز حضور انور نے باغ فدک کے موضوع پر بھی تفصیلی گفتگو فرمائی۔ اس مسئلہ کی اصل حقیقت واضح کی۔ یہ درس القرآن شیعہ احباب سے تبلیغی گفتگو کرنے والے احباب کو خاص توجہ سے سننا چاہیئے۔

### ہفتہ ۲۴ فروری ۱۹۹۶ء

سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بچوں کی کلاس لی۔ سب سے پہلے بچوں سے پوچھا کہ کس نے تیس روزے پورے رکھے ہیں اور اس کے بعد بیس سے زائد روزے رکھنے والے بچوں سے فرداً فرداً پوچھا کہ انہوں نے کتنے کتنے روزے رکھے ہیں اور انہیں ان کی اچھی کوشش پر شاباش دی۔ اس کے بعد وقت کی مناسبت سے بچوں نے جلسہ مصلح موعودؓ کا پروگرام پیش کیا جو تلاوت قرآن کریم سے شروع ہوا اور بعد ازاں نظمیں پڑھی گئیں اور تقاریر کی گئیں۔

### اتوار ۲۵ فروری ۱۹۹۶ء

آج انگریزی دان احباب کے ساتھ مجلس سوال و جواب منعقد ہوئی جس میں حضور انور نے ان کے مندرجہ ذیل سوالات کے جواب دیئے۔

★ فیملی کا رول کیا ہے؟ بچوں کی تربیت اور گھریلو ماحول کو خوشگوار بنانے میں خاندان کو کیا طریق اختیار کرنا چاہیئے؟

★ قرآن مجید میں جنۃ۔ سماء اور سماوات کے الفاظ HEAVEN کے معنوں میں استعمال ہوئے ہیں۔ کیا یہ ہم معنی ہیں یا ان میں کوئی فرق ہے؟

★ ایک احمدی مرد تو غیر احمدی خاتون سے شادی کر سکتا ہے لیکن احمدی عورت کو غیر احمدی مرد سے شادی کی اجازت نہیں۔ ایسا کیوں ہے؟

★ کیا حضرت اسماعیل علیہ السلام ذبیح اللہ تھے یا حضرت اسحٰق علیہ السلام؟

★ اسقاط حمل کے بارہ میں اسلامی تعلیم کیا ہے؟ کیا اس کی اجازت ہے؟ اگر اجازت ہے تو کن حالات میں؟

★ انسانی معاشرہ میں عدل و انصاف کے بارہ میں سوال کہ طاقت ور اقوام کو کمزور اقوام پر ظلم و ستم سے کیسے روکا جاسکتا ہے؟

★ عیسائی تین خداؤں کے قائل ہیں۔ اس صورت میں جب وہ یہ کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰؑ صلیب پر فوت ہوئے تو گویا خدا کا ایک تہائی حصہ فوت ہوا۔ اس پر تبصرہ؟

★ کیا مسلمانوں کو اپنے اموال بینک میں رکھوانے کی اجازت ہے جبکہ یہ سارا کاروبار سود پر مبنی ہے؟

★ قرآن مجید میں جن سائنسی امور کا ذکر ہوا ہے ان سب کو جمع کرکے ایک انسائیکلو پیڈیا تیار کرنا چاہیئے۔ اس پر حضور کا تبصرہ۔

### سوموار ۲۶ فروری ۱۹۹۶ء

معمول کے مطابق حضور انور ایدہ اللہ نے ترجمۃ القرآن کی کلاس نمبر ۱۱۴ لی جس میں آپ نے سورۃ یونس کی آیت نمبر ۸۴ تا ۹۴ کا ترجمہ اور ضروری مقامات کی تشریح بیان فرمائی۔ دوران کلاس آپ نے "واجعلوا بیوتکم قبلۃ" کی پرمعارف تفسیر فرمائی۔ اسی طرح فرعون کی غرقابی کے بارہ میں تفصیلی گفتگو فرمائی۔ نیز احباب کو اس نصیحت کی یاددہانی کرائی کہ احمدیوں کو مصر کی قدیم تاریخ کی تحقیق میں عملی حصہ لینا چاہیئے اور اس طرح قرآن کریم اور اسلام کی صداقت کو تاریخی شواہد کی مدد سے ثابت اور اجاگر کرنا چاہیئے۔

### منگل ۲۰ فروری ۱۹۹۶ء

آج ترجمۃ القرآن کلاس میں جو اس سلسلہ کی کلاس نمبر ۱۱۵ تھی، حضور انور ایدہ اللہ

باقی اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں

## اداریہ

# اس دیں کی شان و شوکت یا رب مجھے دکھادے

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کی غرض یہ تھی کہ تا خدا تعالیٰ کی سچی توحید دنیا میں قائم ہو اور دین متین اسلام کی عظمت کو دنیا پر ثابت کیا جائے۔ اور یہی غرض جماعت احمدیہ کے قیام کی ہے۔ چنانچہ آپؑ فرماتے ہیں:

"خدا تعالیٰ نے مجھ کو اس زمانہ کی اصلاح کے لئے بھیجا ہے تا وہ غلطیاں جو بجز خدا تعالیٰ کی خاص تائید کے نہیں نکل سکتی تھیں وہ مسلمانوں کے خیالات سے نکالی جائیں اور منکرین کو سچے اور زندہ خدا کا ثبوت دیا جائے اور اسلام کی عظمت اور حقیقت تازہ نشانوں سے ثابت کی جائے۔ سو یہی ہو رہا ہے۔ قرآن کریم کے معارف ظاہر ہو رہے ہیں۔ لطائف اور دقائق کلام ربانی کے کھل رہے ہیں۔ نشان آسمانی اور خوارق ظہور میں آ رہے ہیں اور اسلام کے حسنوں اور نوروں اور برکتوں کا خدا تعالیٰ نئے سرے سے جلوہ دکھا رہا ہے جس کی آنکھیں دیکھنے کی ہیں دیکھے اور جس میں سچا جوش ہے وہ طلب کرے اور جس میں ایک ذرہ حب اللہ اور رسول کریمؐ کی ہے وہ اٹھے اور آزمائے اور خدا تعالیٰ کی اس پسندیدہ جماعت میں داخل ہووے جسکی اینٹ اس نے اپنے پاک ہاتھ سے رکھی ہے۔"

(برکات الدعاء، روحانی خزائن جلد نمبر۶، صفحہ ۲۴)

حضور علیہ السلام کا یہ ارشاد مبارک بہت ہی پر معرفت ہے۔ اس میں بتادیا گیا ہے کہ آپ کو خدا تعالیٰ کی خاص تائیدات حاصل ہیں اور اس کی تائید اور نصرت اور آسمانی نشانات اور خوارق کے ذریعہ اسلام کا حسن اپنے جلوے دکھا رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا یہ تائیدی سلوک آپ کی جماعت کے ساتھ اب بھی اسی طرح جاری ہے اور خلافت حقہ اسلامیہ احمدیہ سے وابستہ تمام افراد جماعت اس کی نصرت کے تازہ نشانوں سے تقویت پاتے ہوئے ایمان و عرفان میں اور غلبہ اسلام کے لئے ہر قسم کی قربانیوں کی راہ میں آگے قدم بڑھاتے چلے جارہے ہیں۔ اس وقت دنیا بھر میں بڑی کثرت کے ساتھ داعیان الی اللہ تبلیغی مہمات میں مصروف ہیں۔ آج ہر احمدی کا فرض ہے کہ وہ اس جہاد عظیم میں عملی حصہ لے۔ ان تمام مہمات کی کامیابی کا راز دعاؤں میں ہے۔

کوئی انسان کسی کے دل پر کسی تصرف کا کوئی اختیار نہیں رکھتا۔ ہاں خدائے رحمان ہی ہے جو جس طرف چاہے دلوں کو پھیر دے۔ اس لئے دعاؤں کے ذریعہ خدا تعالیٰ سے خصوصی مدد کے طالب ہوتے ہوئے بنی نوع انسان کے دل خدائے واحد کے لئے جیتنے کی خصوصی سعی کرتے رہیں تو یقیناً عظیم الشان کامیابیاں نصیب ہونگی۔ اس سلسلہ میں ہم سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی ایک دعا ذیل میں درج کرتے ہیں جو تمام داعیان الی اللہ کو خصوصیت سے پیش نظر رکھنی چاہئے۔ آپ فرماتے ہیں:

"اے میرے قادر خدا! میری عاجزانہ دعائیں سن لے اور اس قوم کے کان اور دل کھول دے اور ہمیں وہ وقت دکھا کہ باطل معبودوں کی پرستش دنیا سے اٹھ جائے اور زمین پر تیری پرستش اخلاص سے کی جائے اور زمین تیرے راستباز اور موحد بندوں سے ایسی بھر جائے جیسا کہ سمندر پانی سے بھرا ہوا ہے اور تیرے رسول کریم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت اور سچائی دلوں میں بیٹھ جائے۔ آمین۔

اے میرے قادر خدا! مجھے یہ تبدیلی دنیا میں دکھا اور میری دعائیں قبول کر جو ہر یک طاقت اور قوت تجھ کو ہے۔ اے قادر خدا ایسا ہی کر۔ آمین ثم آمین۔"

(تتمہ حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۶۰۳)

سب اللہ کے بندے ہیں کسی پر ظلم نہ کرو۔ نہ تیزی کرو۔ نہ کسی کو حقارت سے دیکھو

(حضرت بانی سلسلہ علیہ احمدیہ)

بقیہ: خلاصہ خطبہ جمعہ

حضور ایدہ اللہ نے سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے بعض اقتباسات پڑھ کر سنائے اور انکی وضاحت بیان فرمائی جن میں حضور علیہ السلام نے اس نور کا ذکر فرمایا ہے جو انبیاء علیہم السلام کے سوا کسی کو نہیں ملتا۔ حضور نے بتایا کہ انبیاء علیہم السلام خدا تعالیٰ سے اذن پاکر آگے اذن کو جاری کرتے ہیں اور انبیاء میں سب سے بڑھ کر حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا نور ہے جو سراج منیر بن کر چمکا ہے۔ پس آج اگر کسی احمدی نے دعوت الی اللہ کا حق ادا کرنا ہے تو اس نور سے فیضیاب ہوئے بغیر وہ ہرگز اس حق کو ادا نہیں کرسکتا۔ وہ نور ہے جو اپنے دلوں میں سمانا پڑے گا۔ اس کی کچھ روشنی اپنے اخلاق میں ڈال کر اپنے اخلاق کو جگمگانا پڑے گا۔ جتنی جتنی روشنی تم پاؤ گے اتنا ہی تم صاحب نور ہوتے چلے جاؤ گے، اتنا ہی تم خدا کی طرف بلانے کے حقدار ہوتے چلے جاؤ گے۔

حضور نے بتایا کہ حقیقی نور وہ ہے جو تسلی بخش نشانوں کے رنگ میں آسمان سے اترتا ہے اور دلوں کو سکینت اور اطمینان بخشتا ہے۔ حضور نے فرمایا کہ حضرت محمدؐ رسول اللہ سے تعلق آپ کو اس مقام تک پہنچا دیتا ہے جہاں خدا کی توجہات اترتی ہیں، اس کا نور نازل ہوتا ہے۔ حضور نے فرمایا کہ امت محمدیہ کے لئے خوشخبری ہے کہ حضرت محمدؐ رسول اللہ کی سیرت کے نور سے منور ہونا شروع ہوں تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ پر بھی نور ضرور اترے گا اور آپ بھی اس مقام پر کھڑے ہونگے کہ ایک طرف سے اذن الٰہی کے سامنے اپنا سر جھکا رہے ہونگے اور دوسری طرف اذن الٰہی تمام دنیا کی گردنیں آپ کے سامنے جھکا دے گا۔ اور آپ کی آواز میں وہ قوت اور شوکت اور عظمت پیدا ہوگی جس کی دنیا کو انکار کی مجال نہیں رہے گی۔

حضور نے دعا کی کہ خدا کرے کہ یہ دعوت الی اللہ کا نور ہماری آوازوں کو روشن کردے اور ہم تمام دنیا کو محمدؐ رسول اللہ کے نور سے بھردیں۔ حضور نے فرمایا کہ اس مقصد کے ساتھ اب اپنے بقیہ سال کے مہینوں میں محنت کریں اور پاک اور صاف دل کے ساتھ اس میدان میں آگے بڑھیں۔ اللہ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

بقیہ: مختصرات

نے سورۃ یونس کی آیت نمبر ۹۳ تا ۱۰۹ یعنی اس سورۃ کے آخر تک کا ترجمہ کیا اور تشریح بیان فرمائی۔

### بدھ۔ جمعرات ۲۸، ۲۹ فروری ۱۹۹۶ء

ان دو دنوں میں پروگرام کے مطابق حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ہومیو پیتھی کی کلاسز نمبر ۱۴۱ اور ۱۴۲ لیں۔

### جمعہ یکم مارچ ۱۹۹۶ء

معمول کے مطابق آج اردو بولنے والے احباب کے ساتھ حضور ایدہ اللہ کی مجلس سوال و جواب ہوئی اس میں سوالات کچھ یوں تھے۔

★ جمعہ کے روز اسی مجلس میں شوال کے چھ نفلی روزوں کے بارہ میں ایک سوال کے جواب میں حضور انور نے فرمایا تھا کہ یہ عیدالفطر کے معاً بعد وقفہ کے بغیر رکھنے چاہئیں۔ اس پر لندن سے ایک خاتون نے یہ سوال بھجوایا ہے کہ اس صورت میں تو بعض خواتین کے لئے ایام کی مجبوری کے بناء پر ایسا کرنا ممکن نہ ہوگا۔ اس بارہ میں حضور کا کیا تبصرہ ہے؟

★ بعض آیات ایسی ہیں کہ انکا مضمون دوسری آیت کے ساتھ مل کر مکمل ہوتا ہے مثلاً "قالوا انی اشھد اللّٰہ و اشھدوا انی بری مما تشرکون ۔ من دونہ فکیدونی ......." سوال یہ ہے کہ ایسا کیوں ہے؟

★ درود شریف میں لفظ "کما" آیا ہے جو مشابہت پر دلالت کرتا ہے۔ جبکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بعد متعدد نبی آئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ایسا نہیں ہوا۔ اس صورتحال میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت کیسے ثابت ہوئی؟

★ قرآن کریم کی آیت "ومن یطع اللّٰہ و رسولہ ..... الخ" کی رو سے کیا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعد اور نبی بھی آسکتے ہیں؟

★ سنی مسلمانوں کو تبلیغ کی جائے تو وہ کہتے ہیں کہ سنیوں اور احمدیوں کے عقائد ایک جیسے ہیں تو پھر ہمیں احمدیت قبول کرنے کی کیا ضرورت ہے؟

★ سورۃ تحریم کی آیت نمبر ۵ میں ذکر ہے کہ اگر ازواج النبیؐ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف ایک دوسرے کی مدد کریں گی تو اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے اور صالح مومنین ان کے خلاف رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دوست ہونگے۔ سوال یہ ہے کہ اس طرز بیان میں اس قدر سختی اور شدت کیوں اختیار کی گئی ہے؟

★ وحی کے لئے عموماً حضرت جبرائیلؑ نازل ہوتے ہیں۔ مگر سورۃ آل عمران میں حضرت زکریاؑ کے لئے "فنادتہ الملآئکۃ" آیا ہے اور اسی طرح حضرت مریمؑ کے لئے بھی "اذ قالت الملآئکۃ یا مریم" کے الفاظ آئے ہیں۔ ان دونوں جگہ فرشتوں کے لئے جمع کا صیغہ کیوں آیا ہے؟

★ اسلام میں حکم ہے کہ عورتیں جنازہ کے ساتھ نہ جائیں۔ اس حکم میں کیا حکمت ہے؟

★ مغربی معاشرہ میں ڈرگز (DRUGS) کے استعمال کے نتیجہ میں بعض بچے پیدائشی طور پر معذور ہوتے ہیں۔ کیا یہ صورتحال آیت "لا تزر وازرۃ وزر اخریٰ" سے متصادم تو نہیں؟

★ رمضان میں درس القرآن کے دوران حضرت اسماعیلؑ کے بارہ میں بائبل کا ایک حوالہ پیش کیا تھا جس میں یہ بیان تھا کہ حضرت اسحٰقؑ کی پیدائش کی خوشی میں دعوت ہوئی تو اس وقت حضرت سارہ نے کہا کہ اسماعیلؑ ٹھٹھے کرتا ہے جبکہ ہم نے یہ سنا ہوا ہے کہ حضرت ابراہیمؑ نے جب حضرت ہاجرہ اور حضرت اسماعیلؑ کو مکہ میں چھوڑا تو اس وقت آپ دودھ پیتے بچے تھے۔ یہ اشکال کس طرح دور کیا جاسکتا ہے؟

★ بزرگوں سے یہ سنا ہوا ہے کہ قرآن کریم کی تلاوت کے دوران یا کھانا کھاتے ہوئے کوئی آئے تو اس کے لئے کھڑا نہیں ہونا چاہئے۔ کیا یہ درست ہے؟

★ حضور نے بیان فرمایا تھا کہ نسل انسانی کا آغاز نفس واحدہ سے ہوا تھا جو مادہ تھی۔ اس کی مزید وضاحت

(ع۔م۔ر)

(گیارھویں قسط)

# مسیحیت

# ایک سفر حقائق سے فسانہ تک

## Christianity —— A journey from facts to fiction

سیدنا حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ

کی معرکہ آراء انگریزی تصنیف کا اردو ترجمہ

[یہ اردو ترجمہ مکرم مسعود احمد خان صاحب دہلوی (سابق ایڈیٹر روزنامہ الفضل حال جرمنی) نے کیا ہے جسے ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے - مدیر]

## کیا ”باپ خدا“ نے بھی دکھ جھیلا؟

جہاں تک بیٹے کی فطرت کا تعلق ہے اس کو مدنظر رکھتے ہوئے ہم یہ باور نہیں کر سکتے کہ اس اکیلے کو ہی جہنم رسید کر کے آگ میں جھونک دیا گیا ہو کیونکہ یہ بات خود اپنی ذات میں ایک بہت بڑے تضاد کی حامل ہے۔ ہم ذرا مسیحیت کے اصل بنیادی تصور کی طرف لوٹ کر اس معاملہ کا جائزہ لیتے ہیں۔ اس تصور کی رو سے کہا یہ جاتا ہے کہ ”خدا“ اور ”بیٹا“ ہیں تو دو اقنوم لیکن ان کی فطرت اور مادہ ایک ہی ہے۔ یہ ناممکن ہے کہ دونوں میں سے ایک تو ایک تجربہ سے گزرے اور دوسرا اس تجربہ میں سرے سے شریک ہی نہ ہو۔ ہم یہ کیسے باور کر سکتے ہیں کہ ”خدا“ کے ایک رخ یا ”ہیئت“ یعنی اس کے ”بیٹے“ کو تو عذاب دیا جا رہا تھا جبکہ وہ خود اس طرح اس عذاب سے محفوظ تھا کہ گویا اسے خراش تک نہ آئی۔ اگر یہ کہا جائے کہ ”بیٹے“ کے ساتھ خدا نے دکھ نہیں جھیلا تو یہ خدا کی وحدانیت پر ضرب لگانے اور اسے پاش پاش کرنے کے مترادف ہوگا۔ اس طرح تو ایک شخصیت میں تین شخصیتوں کا ادغام اور بھی ناقابل فہم بن کر رہ جاتا ہے کیونکہ تثلیث کے ہر اقنوم کا تجربہ ایک دوسرے سے یکسر مختلف نظر آئے گا۔ ان میں سے ایک ”خدا“ تو بھڑکتی ہوئی آگ میں جل رہا ہوگا جبکہ بیک وقت دوسرا ”خدا“ اس سے مکمل طور پر اس طرح الگ تھلگ ہوگا کہ آگ نے اسے چھوا بھی نہ ہوگا۔ اس زمانہ میں عیسائیوں کے لئے اس کے سوا کوئی چارہ نہیں کہ یا تو وہ خدا کی عجیب و غریب اپنی خود ساختہ وحدانیت سے ہاتھ دھو بیٹھیں اور زمانہ قبل از مسیح کے اہل روما اور اہل یونان کی طرح تین مختلف خداؤں کا علیحدہ علیحدہ وجود تسلیم کر لیں یا پھر ضمیر کی آواز پر پورے اترتے ہوئے اس بات پر ایمان لے آئیں کہ خدا واحد ہے اور کوئی اس کا شریک نہیں حتیٰ کہ یہ بھی ممکن نہیں کہ اس کے کوئی سے بھی دو رخ یا ہیئتیں ہوں جو ایک دوسرے سے متضاد ہوں۔ سوچنے والی بات ہے کہ جب ایک بچہ تکلیف میں ہوتا ہے تو ہو ہی نہیں سکتا کہ اس کی ماں کو بھی ساتھ ہی تکلیف محسوس نہ ہو اور وہ ہر طرح سے بے حس و پرسکون رہے۔ لازماً وہ بچہ ہی کی طرح خود بھی تکلیف محسوس کر رہی ہوتی ہے بلکہ بعض اوقات تو ماں کو محسوس ہونے والی تکلیف بچہ کی تکلیف سے کہیں بڑھ کر ہوتی ہے۔ جب ”باپ خدا“ نے اپنے ”بیٹے“ کو تین دن تک اذیت سہنے اور دکھ جھیلنے کے لئے جہنم رسید کیا تھا تو ”باپ“ ہونے کی حیثیت میں خود اس پر کیا بیت رہی تھی؟ اور بھڑکتی ہوئی آگ میں پڑے ہوئے ”فرزند خدا“ پر کیا گزر رہی تھی؟ کیا خدا دو علیحدہ علیحدہ شکلیں اور جداگانہ مادے رکھنے والی دو شخصیتوں میں منقسم ہو گیا تھا؟ ”خدا“ کی ایک ہیئت تو دوزخ کی آگ میں جل بھن رہی تھی اور دوسری ہیئت دوزخ سے باہر ہونے کے باعث ہر قسم کی تکلیف اور اذیت سے یکسر مبرا تھی؟ اگر یہ سمجھا جائے کہ ”باپ خدا“ بھی ساتھ ہی دکھ اٹھا رہا تھا تو پھر ”بیٹے“ کو پیدا کرنے اور اسے مصیبت میں ڈالنے کی کیا ضرورت تھی ”خدا“ خود ہی دکھ اٹھا سکتا اور مصیبت جھیل سکتا تھا؟

ایک سیدھا سادہ براہ راست سوال ہے اور اس کا دو ٹوک جواب دینا ضروری ہے اور وہ یہ ہے کہ اس نے خود کیوں نہ دکھ جھیلا؟ گناہ کی معافی کا قدیمی مسئلہ حل کرنے کے لئے ایسا پیچیدہ اور مشکل منصوبہ بنانے کی آخر ضرورت ہی کیا تھی؟

## آگ کی سزا

دوزخ کا معاملہ ذرا نازک معاملہ ہے۔ یہ اس امر کا متقاضی ہے کہ اس کا زیادہ قریب سے اور پوری توجہ سے جائزہ لیا جائے۔ یہاں ہماری مراد اس دوزخ سے ہے جس میں عیسائیوں کے عقیدے کی رو سے مسیح کو ڈالا گیا تھا۔ دیکھنا یہ چاہئے کہ وہ کس قسم اور نوعیت کی دوزخ تھی۔ کیا یہ وہی دوزخ تھی جس کا ذکر عہد نامہ جدید میں آتا ہے اور وہ خود انجیل یعنی عہد نامہ جدید کے الفاظ میں یہ ہے:

”ابن آدم اپنے فرشتوں کو بھیجے گا اور وہ سب ٹھوکر کھلانے والی چیزوں اور بدکاروں کو اس کی بادشاہی میں سے جمع کریں گے اور ان کو آگ کی بھٹی میں ڈال دیں گے۔ وہاں رونا اور دانت پیسنا ہوگا“ (متی باب ۱۳ آیات ۴۱، ۴۲)

اس بارہ میں مزید غور کرنے سے قبل بغیر کسی ابہام کے واضح طور پر یہ بات سمجھ لینی ضروری ہے کہ عہد نامہ جدید کی رو سے آگ کی سزا یا بالفاظ دیگر دوزخ کی سزا سے کیا مراد ہے۔ کیا یہ ایک ایسی آگ ہے جو روح کو جلاتی ہے یا یہ ایک ایسی مادی آگ ہے جو جسم کو بھسم کر کے رکھ دیتی ہے۔ کیا مسیحی حضرات اس بات پر ایمان رکھتے ہیں کہ موت کے بعد ہم اسی جسم میں دوبارہ اٹھائے جائیں گے جسے روح اس کے مٹی میں مل کر مٹی ہو جانے یا راکھ بن جانے کے بعد پیچھے چھوڑ جاتی ہے یا یہ کہ موت کے بعد روح کے لئے ایک نیا جسم پیدا کیا جائے گا اور دوبارہ جی اٹھنے والا شخص ایک نیا جسم عطا ہونے کے تجربہ میں سے گزرے گا؟

اگر دوزخ کی آگ مادی اور جسمانی آگ ہے اور یہ بدنی سزا پر دلالت کرتی ہے تو پھر ہمیں اپنے خیال اور تصور کو پھیلا کر ایک خاص حد تک لے جانا ہوگا اور وہ حد یہ ہے کہ ہمیں سوچنا پڑے گا کہ مسیح کے معاملے میں (جبکہ اسے دوزخ میں ڈالا گیا) کیا ہوا ہوگا اور اس پر کیا بیتی ہوگی؟ کیا آگ میں پڑنے سے قبل مسیح کی روح اسی مادی جسم میں پھر مقید کر دی گئی تھی جو دنیا میں زندگی بھر اس پر مسلط رہ کر اس کا ساتھ دیتی رہی تھی؟ یا ایسا ہوا تھا کہ کسی نہ کسی طرح اسے غیر مرئی نوعیت کے آسمانی جسم میں منتقل کر دیا گیا تھا؟ اگر اس مؤخر الذکر بات کو درست مانا جائے تو یہ بھی ماننا ہوگا کہ وہ آسمانی جسم جہنم کی مادی آگ کی پہنچ سے باہر رہا ہوگا یعنی وہ جلنے، سزا پانے اور بھسم ہو جانے سے محفوظ رہا ہوگا؟ برخلاف اس کے اول الذکر صورت میں ہوا یہ ہوگا کہ مسیح نے مرنے کے بعد جس انسانی جسم میں بسیرا کیا ہوگا اسے مسیح کے لئے دوبارہ جسم کی شکل دی گئی ہوگی تا کہ وہ جسم دوزخ کی اذیت جھیلنے میں مسیح کے لئے ذریعہ اور واسطے کا کام دے سکے۔ اگر اس صورت حال کو ہم درست تسلیم کر لیں تو پھر اس امر کا اندازہ نہیں کیا جا سکتا کہ ایسا کرنا آسمانی یا الوہی اصول انصاف کو ایک اور دھچکا پہنچانے کے مترادف ہوگا۔ پہلی بات تو یہ سامنے آئے گی کہ ایک اجنبی روح نے اس مادی جسم کو زندگی بھر کے لئے اغوا کیا اور اسے مجبور کیا کہ وہ اسے (یعنی اس اجنبی کو) اپنے اندر سکونت پذیر ہونے دے۔ اس بے چارے جسم کو اس فراخ دلی اور مہمان نوازی کا صلہ جس کی ذمہ داری اس پر زبردستی تھوپی گئی تھی یہ ملا کہ اس امر کے باوجود کہ اس نے سرے سے کوئی گناہ ہی نہیں کیا دوزخ کی آگ میں جلے۔ اس سے بھی عجیب تر بات یہ ہے کہ اس بے قصور جسم نے طوعاً و کرہاً جو قربانی پیش کی اس کا سہرا اس جسم پر قبضہ جمانے اور اس میں زبردستی سکونت پذیر ہونے والے نے باندھ لیا اپنے سر۔

پھر سوال یہ پیدا ہوگا کہ جس انسان کا وہ جسم تھا اس کی روح کا کیا بنا؟ پھر شاید یہ ماننا پڑے کہ اس کی اپنی کوئی روح تھی ہی نہیں۔ اگر واقعی اس کی اپنی کوئی روح نہ تھی تو پھر مسیح کی شخصیت میں موجود انسان اور خدا دونوں کو ایک ہی وجود ماننا پڑے گا اور یہ نظریہ کہ کبھی تو مسیح سے انسانی جذبوں کے تحت اعمال سرزد ہوتے تھے اور کبھی وہ خدا کی مرضی و منشاء کے مطابق اعمال بجا لاتا تھا مداری کا کھیل بن کر رہ جائے گا۔ ذہن کے لئے قابل قبول فارمولا یہی ہے کہ ایک روح اور ایک جسم کے باہم یکجا ہونے سے ایک انسان وجود میں آتا ہے۔ سو گویا ایک روح اور ایک جسم کے مجموعے کا نام انسان ہے۔ ایک جسم میں بیک وقت دو روحیں موجود ہونے کا نظریہ ایک انوکھا نظریہ ہے۔ ایسے انوکھے نظریہ کو وہی لوگ تسلیم کر سکتے ہیں جو ان باتوں پر یقین رکھتے ہیں کہ جن بھوت اور اسی نوع کی دوسری بلائیں لوگوں پر اپنا تسلط جما کر ان سے عجیب و غریب حرکات کرواتی ہیں۔

## خدا کی خاطر قربانی اور روحانی عظمت

عین ممکن ہے کہ دوسری صورت مسیحی عالموں کے نزدیک زیادہ قابل قبول ہو یعنی یہ کہ مسیح کی روح ہی دوزخ میں داخل ہوئی تھی اور وہ دوزخ بھی مادی نہیں بلکہ روحانی نوعیت کی تھی۔ اگر ایسا ہی تھا تو بادی النظر میں تو کوئی وجہ نظر نہیں آتی کہ ہم اس نظریہ کو نامعقول قرار دے کر مسترد کر دیں۔ لیکن ذرا تدبر سے کام لیا جائے تو یہ مشکل آڑے آئے بغیر نہیں رہتی کہ روحانی نوعیت کی دوزخ تو ضمیر کے کچوکوں اور ان کی وجہ سے رونما ہونے والی درد انگیز کیفیت یا احساس جرم کے نتیجہ میں پیدا ہوتی ہے۔ مسیح پر تو ان دونوں میں سے کوئی بات بھی صادق نہیں آتی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جب آپ خود معصوم اور بے گناہ ہوتے ہوئے کسی اور شخص کے جرم کی سزا کو خود اپنے لئے قبول کرنے پر آمادہ ہوتے ہیں تو پھر ضمیر کے کچوکوں اور ان کی درد انگیز کیفیت کے ابھرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا بلکہ ہوتا یہ ہے کہ اس سے یکسر متضاد صورت حال ابھر کر سامنے آتی ہے۔ نیکی کمانے والے ایسے آدمی کی روح میں تو قربانی و ایثار کے ذاتی اور شخصی مظاہرے کے زیر اثر طمانیت بخش سعادت میسر آنے کا پر مسرت احساس جنم لیا کرتا ہے۔ اور یہ احساس خود اپنی جگہ دوزخ پر نہیں روحانی جنت پر دلالت کرتا ہے۔

اب ہم ذرا اس جسم کی طرف متوجہ ہوتے ہیں جسے مسیح نے اپنے لئے اختیار کیا اور ایسا اختیار کیا کہ خود اس کے اندر سما گیا۔ اس ضمن میں دیکھنے والی بات یہ ہے کہ اس جسم کے تعلق میں موت کے کیا معنی ہونگے اور اس کے دوبارہ جی اٹھنے کا کیا مطلب لیا جائے گا۔ عقل و شعور اور علم کا تقاضا تو یہ ہے کہ مسیح کے جسم کو ”ابنیت مسیح“ کا جزو لاینفک ہونا چاہئے۔ بصورت دیگر اس امر کی کوئی مشترکہ بنیاد بنتی ہی نہیں کہ جس کی رو سے اس کی الوہیت اور انسانی حیثیت دونوں باہم مجتمع ہو کر ایک دوسرے میں مدغم ہوں اور پھر ساتھ کے ساتھ بعض مخصوص حالات میں امتیازی طور پر ایک دوسرے سے مختلف نوعیت کے کردار ادا کریں۔ بعض اوقات تو یوں محسوس ہوتا ہے کہ مسیح کے وجود میں موجود انسان تمام معاملات کو اپنے ہاتھ میں لے کر انہیں کنٹرول کر رہا ہے جس سے یہ لازم آتا ہے کہ اس جسم کی اپنی ایک علیحدہ روح ہے۔ برخلاف اس کے بعض اوقات ہم یہ دیکھتے ہیں کہ الوہیت خود براہ راست اثر انداز ہو کر انسان کے دل و دماغ اور صلاحیتوں کو ایک خاص نہج پر چلا رہی ہے۔ لہذا ہم باصرار یہ کہنے میں حق بجانب ہیں


For Germany
THE ASIAN CHOICE
FOR TELEVISION
Muslim TV AHMADIYYA
Get Connected !!
ZEE TV
ZEE TV
S. KHAN
Fax & Tel: 08257/1694
Hot Line:01713435840
Decoders & Zee-TV Cards are available
"Just Call"



TOWNHEAD PHARMACY
31 TOWNHEAD,
KIRKINTILLOCH,
GLASGOW G66 3JW
FOR ALL YOUR
PHARMAECUTICALS
NEEDS PHONE:
TEL: 0141-777 8568
FAX: 0141-776 7130

کہ ایسا اسی صورت میں ہو سکتا ہے کہ جب ایک دوسرے سے ممیز و ممتاز دو علیحدہ علیحدہ شخصیتیں باہم ایک ہی وجود میں مقید ہو کر ایک دوسرے کا جزو لاینفک بن گئی ہوں۔

## مسیح کے تعلق میں موت کا مفہوم و مطلب

اس امر کی مختلف امکانی صورتوں کو اچھی طرح سمجھ لینے کے بعد کہ مسیح کی شخصیت میں الوہیت اور انسانیت نے باہم دگر کیا کیا کردار ادا کئے ہونگے۔ اب ہم مسیح کے بارہ میں لفظ "موت" کے اطلاق اور پوری جامعیت کے ساتھ اس کے ہمہ گیر معانی کا احاطہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

مسیحیوں کے عقیدے کے بموجب اگر مسیح تین دن رات کے لئے مر گیا تھا تو موت کا یہی مطلب لینا ہو گا کہ ان تین دنوں اور تین راتوں میں روح نے جسم سے اپنا تعلق منقطع کر لیا تھا اور روح اس میں سے پرواز کر گئی تھی۔ اس کا صاف اور واضح مطلب یہی بنتا ہے کہ روح نے پرواز کر کے جسم سے اپنا تعلق ایسے حتمی رنگ میں منقطع کر لیا تھا کہ پیچھے صرف ایک مردہ لاش ہی باقی رہ گئی تھی۔ سو گویا اس طرح مسیح کو ایک مادی اور فانی جسم میں مقید رہنے سے بالآخر خلاصی مل گئی لیکن قید سے اس رہائی کو کسی صورت میں بھی سزا قرار نہیں دیا جا سکتا اور نہ دینا چاہئے۔ "بیٹے" کی مقدس روح کی اپنی پر جلال و پر جمال شان و شکوہ کی طرف مراجعت کو کسی لحاظ سے بھی عام انسانی موت پر محمول نہیں کیا جا سکتا۔ انسانی موت کے ساتھ خوف وابستہ تو ہوتا ہے لیکن اس خوف کا روح کی جسم سے علیحدگی اور جدائی سے کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ روح تو ایک نئے شعور اور نئی آگاہی سے ہمکنار ہو کر جسم سے علیحدگی اختیار کر رہی ہوتی ہے بلکہ موت کے خوف اور دہشت کی اصل وجہ یہ ہوتی ہے کہ مرنے والے کا اپنے پیچھے چھوڑے جانے والے بہت سے عزیزوں، پیارے وجودوں اور مرغوب و دل پسند چیزوں یعنی کل پسماندگان سے ہمیشہ کے لئے تعلق منقطع ہو جاتا ہے۔ اسی لئے بسا اوقات ایسا بھی دیکھنے میں آتا ہے کہ ایسا شخص جس کے پاس کچھ بھی باقی نہیں رہتا اور اس کے عزیز و اقارب ہی حیات ہوتے ہیں کہ جن کی خاطر وہ زندہ رہے وہ کھوکھلی قسم کی بے کیف زندگی بسر کرنے پر موت کو ترجیح دینے لگتا ہے۔ زندگی میں اس کی دلچسپی اس حد تک ختم ہو جاتی ہے کہ وہ مر جانا چاہتا ہے۔

جہاں تک مسیح کا تعلق ہے اس امر کا کوئی امکان نہ تھا کہ اسے زندگی میں یا موت کے وقت کسی قسم کی ندامت یا پشیمانی سے دوچار ہونا پڑا ہو۔ اس کے لئے تو موت کی کھڑکی صرف ایک سمت میں کھلتی تھی اور وہ سمت کسی خسارے کی نہیں بلکہ سراسر نفع اور خیر و فلاح کی سمت تھی۔ پھر جسم سے اس کے علیحدہ ہونے یا اس میں سے کوچ کرنے کو ایک انتہائی قابل رحم اور اذیت ناک تجربہ سے کیوں تعبیر کیا جائے؟ مزید بر آں جیسا کہ عیسائی صاحبان ہمیں باور کرانے کی کوشش کرتے ہیں مسیح نے محض تمثیلی رنگ میں جان نہیں دی تھی بلکہ فی الحقیقت ایک دفعہ موت کا مزہ چکھا تھا اور مرنے کے بعد وہ پھر اسی جسم میں لوٹ آیا تھا۔ ایسی صورت میں اسی جسم کے اندر واپس لوٹ آنے کا مطلب اس کے سوا کیا ہو گا کہ ایک سراسر ناممکن اور خلاف عقل بات کو اس کی طرف منسوب کیا جائے۔ موت کے وقت جسم کو چھوڑ دینے اور اس سے کلیۃً کنارہ کش ہو جانے کے بعد جب وہ اسی جسم میں واپس لوٹا تو کیا اس کی اس مراجعت کو نئی پیدائش سے تعبیر کیا جائے؟ اگر اس پورے عمل کو مسیح کے جی اٹھنے اور از سر نو زندہ ہو جانے سے ہی تعبیر کرنا ہے تو پھر یہ بھی لازم آتا ہے کہ اس کے ساتھ اس کے جسم کو بھی دوام حاصل ہو گیا ہو گا۔

لیکن بائبل میں ہم جو کچھ پڑھتے ہیں وہ بالکل ہی مختلف کہانی ہے۔ اس کہانی کے مطابق مسیح اسی جسم میں جس میں کہ صلیب دی گئی تھی دوبارہ داخل ہو کر مردوں میں سے جی اٹھا تھا اور اس جی اٹھنے کو ہی مرنے کے بعد دوبارہ زندگی پانے کا نام دیا جاتا ہے۔ اگر ایسا ہی ہوا تھا تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ اسی جسم کو دوبارہ ترک کرنے کو کیا معنی پہنائے جائیں گے؟ کیا اسے دوبارہ ترک کرنا دوسری موت کے مترادف نہ ہو گا؟ اگر مسیح کا جسم سے پہلی بار کوچ کرنا موت کی آغوش میں جانا تھا تو پھر اسے دوسری بار ترک کرنے کے بارہ میں تسلیم کر لینا چاہئے کہ وہ ہمیشہ کے لئے مر چکا ہے۔ جب روح پہلی بار جسم کو چھوڑ جاتی ہے تو تم اسے موت قرار دیتے ہو۔ جب وہ دوبارہ اسی جسم میں واپس آتی ہے تو تم اسے موت کے بعد کی زندگی قرار دیتے ہو۔ لیکن جب وہ اسی جسم کو دوبارہ چھوڑ جاتی ہے اور چھوڑ بھی جاتی ہے کبھی واپس نہ آنے کے لئے تو اس کے ہمیشہ کے لئے چلے جانے کو تم کیا نام دو گے؟ کیا اسے فہم و ادراک سے بالا مسیحیت کی چیستانی زبان میں دائمی موت کہا جائے گا یا پھر ایسی دائمی موت کو بھی دائمی حیات کا نام دیا جائے گا؟ موت، موت ہی ہوتی ہے یہ دائمی موت ہی کہلائے گی اس کے سوا اور کچھ نہیں۔ اس سارے معاملے پر جتنا بھی غور کیا جائے ایک تضاد کے بعد دوسرا تضاد نکلتا چلا آتا ہے اور تضاد پر تضاد سے واسطہ پڑتا چلا آتا ہے۔ یقیناً اس پر غور و فکر ایک اعصاب شکن تجربہ سے کسی طرح کم نہیں!

اب اگر یہ کہا جائے کہ دوسری مرتبہ جسم کو ترک نہیں کیا گیا تو بہت ہی عجیب و غریب صورت حال ابھر کر سامنے آتی ہے اور وہ یہ ہے کہ "باپ خدا" تو ایک لامحدود اور غیر فانی روحانی وجود کے طور پر اپنے موجود ہونے کا ثبوت دے رہا ہے جبکہ "بیٹا" ایک فنا ہو جانے والی ہستی کی حدود و قیود میں مقید چلا آ رہا ہے۔

## غیر محدود گناہوں کی برائے نام سزا

مسیحیوں کی طرف سے خیال آفریں انداز میں کہنے کو یہ بھی کہا جا سکتا ہے اور بعض کہتے بھی ہیں کہ یہ ہمیشہ ضمیر کے باطنی کچوکے اور ان کے نتیجہ میں اٹھنے والی ٹیسیں ہی نہیں ہوتیں جو ان لوگوں کو انتہائی تکلیف دہ حالات سے دوچار کرتی ہیں جو اپنے قصوروں اور گناہوں کے بارہ میں بہت حساس واقع ہوتے ہیں۔ برخلاف اس کے دوسروں کے دکھوں اور مصائب پر انتہائی ہمدردی اور غم خواری کا جذبہ بھی کسی کسی انسان کو جو خود مکمل یا جزوی طور پر معصوم و بے خطا ہو روحانی اذیت میں مبتلا کر دیتا ہے اور ان کی یہ حالت مسلسل سوہان روح کی شکل اختیار کرتی چلی جاتی ہے۔ ایسا شخص دوسروں کی خاطر خود دکھ اٹھانے کے وصف سے متصف ہوتا ہے۔ اس کی یہ حالت بسا اوقات بڑھتے بڑھتے جہنم کی اذیت ناک کیفیت سے مشابہت اختیار کر لیتی ہے۔ ہر کوئی جانتا ہے کہ مائیں اپنے بیمار اور معذور بچوں کے لئے کچھ کم دکھ نہیں اٹھاتیں۔ انسانی تجربہ اس امر پر گواہ ہے کہ ایک دائمی طور پر معذور اور اپاہج بچے کا دکھ اس کی ماں کے لئے ایک دہکتی ہوئی اصلی جہنم کی شکل اختیار کر لیتا ہے۔ بنا بریں ہم دوسروں کی خاطر دکھ جھیلنے کے اس اعلیٰ روحانی وصف کو مسیح کے تعلق میں کیوں تسلیم نہیں کر سکتے؟ آخر ہم کیوں نہ تسلیم کریں کہ یہ ارفع و اعلیٰ روحانی وصف مسیح کو بدرجہ اولیٰ حاصل تھا اور وہ یقیناً اس سے پوری طرح متصف تھا لیکن مسیح کے ضمن میں سوچنے والی بات یہ ہے کہ اس کے اس ارفع وصف کی کارفرمائی صرف تین دن رات تک ہی کیوں محدود رہی؟ اس وصف نے مسیح کے اپنے پورے زمینی عرصہ حیات میں بلکہ اس سے بھی پہلے اور بعد کے زمانوں میں بھی اپنی تاثیر اور اثر انگیزی کا کیوں ثبوت نہ دیا۔ شرف اور بزرگی رکھنے والے روحانی وجود دوسروں کی خاطر صرف چند گھنٹوں یا دنوں پر مشتمل محدود وقت کے لئے ہی برائے نام دکھ نہیں اٹھایا کرتے۔ ان کے دکھ اور کرب مسلسل کی تو یہ حالت ہوتی ہے کہ ان کے دل تسلی نہیں پکڑتے اور انہیں چین نہیں آتا جب تک وہ دوسروں کے دکھ کو یکسر نابود ہوتے اور اسے سکھ میں تبدیل ہوتے نہ دیکھ لیں۔ جس قسم اور نوعیت کی دوزخ سر دست ہمارے زیر غور ہے اسے اپنے پر وارد کرنا صرف معصوم صفت اور خدا رسیدہ لوگوں کا ہی خصوصی استحقاق نہیں ہے۔ اس میں شک نہیں کہ یہ اعلیٰ وصف ہے لیکن یہ ہے ایک ایسا وصف جس سے متصف ہونے سے جنگل کے درندے بھی بکلی محروم نہیں ہیں۔ وہ بھی ایک حد تک اس سے متصف ہوتے ہیں اسی لئے وہ بھی اپنے قریبی ساتھیوں کا دکھ درد محسوس کرتے ہیں۔

میں اظہار رائے کے طور پر چند مزید فقروں پر اکتفا کرتے ہوئے اس بحث کو سمیٹنا اور ختم کرنا چاہتا ہوں لیکن ایک اور اہم موضوع بھی میرے پیش نظر ہے اس پر بھی اختصار سے روشنی ڈالنا ضروری ہے۔ وہ موضوع یہ ہے کہ خدا نے مسیح کے لئے جو سزا مقرر کی وہ صرف تین دن اور تین رات جاری رہی جبکہ ان گناہگاروں نے جن کے گناہوں کی پاداش میں اسے سزا دی گئی اتنے لمبے عرصہ اور زمانہ دراز تک ایسے ایسے بھیانک گناہ کئے تھے کہ خود بائبل کی رو سے وہ مستحق تھے دوزخ کے دائمی عذاب کے۔ قابل غور امر یہ ہے کہ یہ کس قماش کا عادل خدا تھا کہ جب وہ ان لوگوں کو سزا دینے لگا جنہیں اس نے خود پیدا تو کیا تھا لیکن وہ اس کے اپنے بیٹے اور بیٹیاں نہیں تھے تو اس نے انہیں ہمیشہ ہمیش جاری رہنے والی سزا دینے کا فیصلہ کیا لیکن جب وہ انہی ان گنت گناہوں کی سزا خود اپنے بیٹے کو دینے لگا کیونکہ ان تمام گناہوں کا بار اس نے رضا کارانہ طور پر خود اپنے کندھوں پر لے لیا تھا تو کبھی ختم نہ ہونے والی دائمی سزائیں یکدم تخفیف کر دی گئی اور تخفیف بھی اتنی زیادہ کی گئی کہ دائمی سزا گھٹ گھٹا کر صرف تین دن اور تین رات کے انتہائی قلیل عرصہ تک محدود ہو کر رہ گئی۔

گویا کہ دونوں سزاؤں میں کوئی نسبت ہی باقی نہ رہی۔ اگر انصاف کے نام پر سے کچھ کرنا تھا تو پھر ایسے انصاف کا ڈھونگ رچانے کی ضرورت ہی کیا تھی۔ بنی نوع انسان کو خدا نے اپنے ہاتھ سے پیدا کیا ہے۔ اگر وہ بھی اسی طرح کا انصاف کرنے لگیں جس طرح کا انصاف کرنا انہوں نے خود اسی سے سیکھا ہے تو عدل گستری میں وہ ان کے طرز عمل اور کردار پر کیسے ناپسندیدگی اور ناراضگی کا اظہار کرے گا۔ اس کا تو مطلب یہ ہوا کہ اپنے بچوں کے ساتھ حسن سلوک کرنے میں اور پیمانے اور دوسروں کے ساتھ پیش آنے میں پیمانے بالکل ہی اور۔ اگر خدا کے بندے بھی عدل گستری میں اس کے اپنے اس بے انداز تفاوت کی نقل کریں تو کیا وہ ان کی اس ہو بہو نقل کو خوشی اور مسرت کے عالم میں جھوم جھوم کر دیکھے گا یا غصہ اور دہشت زدگی کے عالم میں اس کا مشاہدہ کرے گا؟ لاریب بہت مشکل ہے اس سوال کا جواب دینا!۔

(باقی آئندہ انشاء اللہ)

## کتابیں پڑھنے کے بعد لائبریری کو بھیج دیں

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"افراد سے میں یہ کہوں گا کہ آپ اپنی زندگی میں (اور آپ سے میری مراد وہ دوست ہیں جنہیں علم کا شوق ہے اور کتابیں خریدتے ہیں) بہت سی کتب ایسی بھی خریدتے ہیں کہ جب پڑھ لیتے ہیں تو ان میں آپ کو کوئی دلچسپی باقی نہیں رہتی۔ پس ایسے دوستوں کو سوچنا چاہئے کہ ایسی کتاب میں ایک ہزار دوسرے آدمیوں کو دلچسپی ہو سکتی ہے۔ اس واسطے وہ ایسی کتب (خلافت) لائبریری میں بھیج دیں۔ ان کا اپنا شوق تو پورا ہو گیا..........

اگر ہماری ساری جماعت اس طرف توجہ کرے اور ساری جماعت سے مراد پاکستان کی جماعت نہیں بلکہ ساری دنیا کی جماعتیں مراد ہیں جن میں کروڑ ڈیڑھ کروڑ سے بھی شاید زیادہ افراد ہوں۔ پس اگر دوست توجہ کریں تو ہمیں سال میں ایک لاکھ کتابیں آسانی سے مل سکتی ہیں۔ (روزنامہ الفضل ۲ مئی ۱۹۹۱ء)

(مرسلہ: صدر خلافت لائبریری کمیٹی ربوہ)

DISTRIBUTORS OF CRIMPLENE/ VELVET & POLYESTER COTTON CLOTH/ QUILTS & BLANKETS/ PILLOWS & COVERS/ VELVET CURTAINS/ NYLON & SATIN FINISH BED SPREADS/ BED SETTEE & QUILT COVERS/ VELVET CUSHION COVERS/ PRAYER MATS/ ETC. ETC DIRECT SALE TO THE PUBLIC

CROWN TEXTILES,
138 ABBEY ROAD, BRADFORD, BD8 8DP
PHONE 01274 724331 / 488 446
FAX: 01274-730 121

# خطبہ جمعہ

## رمضان کی برکتوں، اس کی مصلحتوں، اس کے گہرے فوائد کا سب سے بڑا علم حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو تھا۔

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا حضرت امیرالمومنین حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
فرمودہ ۲۶ جنوری ۱۹۹۶ء مطابق ۲۶ صلح ۱۳۷۵ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

[خطبہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے]

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمدًا عبده ورسوله. أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم. ﴿بسم الله الرحمٰن الرحيم* الحمد لله رب العٰلمين* الرحمٰن الرحيم* مٰلك يوم الدين* إياك نعبد وإياك نستعين* اهدنا الصراط المستقيم* صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين*﴾.

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ۝ اَيَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍ ؕ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ ؕ وَعَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهٗ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ ؕ فَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَهُوَ خَيْرٌ لَّهٗ ؕ وَاَنْ تَصُوْمُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝

(البقرہ ۱۸۴-۱۸۵)

گذشتہ خطبے پر میں نے دو آیات کی تلاوت کی تھی جن کا رمضان سے تعلق تھا آج کے لئے میں نے دو اور آیتوں کا انتخاب کیا ہے جو اسی مضمون پر دوسرے پہلو سے روشنی ڈال رہی ہیں۔ اے لوگو جو ایمان لائے ہو "کتب علیکم الصیام" تم پر روزے فرض کردیئے گئے ہیں "کما کتب علی الذین من قبلکم" جیسا کہ تم سے پہلے لوگوں پر بھی فرض کئے گئے تھے "لعلکم تتقون" تاکہ تم تقویٰ اختیار کرو "ایاماً معدودات" گنتی کے چند دن ہیں "فمن کان منکم مریضاً" پس تم میں سے جو بھی کوئی مریض ہو یا سفر پر ہو "فعدۃ من ایام اخر" تو اسے بعد کے ایام میں وہ مدت پوری کرنی ہوگی۔ "و علی الذین یطیقونہ" اور وہ لوگ جو اس کی طاقت رکھتے ہیں "فدیۃ طعام مسکین"۔ مسکین کا کھانا فدیہ دینا ہے یعنی "ہٗ" سے مراد کھانا دینے کی طاقت رکھتے ہوں وہ کھانا دے دیں۔ دوسرا معنیٰ ہے "و علی الذین یطیقونہ" اور وہ لوگ جو روزہ رکھنے کی رمضان کے بعد بھی طاقت نہیں رکھتے ان کو چاہئے "فدیۃ طعام مسکین" کہ ایک مسکین کا کھانا بطور فدیہ دے دیں۔ "فمن تطوع خیراً فھو خیر لہ" پس جو کوئی بھی خیر کے معاملے میں تطوع کرے تو اس کے لئے بہتر ہے اور اگر تم روزے رکھو تو تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم جانتے کہ اس میں کیا فوائد ہیں اور یہ بہتر ہے "ان کنتم تعلمون" یعنی کاش تم جانتے، کاش تمہیں علم ہوتا یا اگر تمہیں علم ہوتا تو تم یہی نتیجہ نکالتے کہ روزے رکھنا تمہارے لئے بہتر ہے۔

یہاں "تطوع" کا میں نے ترجمہ نہیں کیا "فمن تطوع خیراً" کیونکہ اس کے دو ترجمے رائج ہیں۔ دو ترجمے کئے جاتے ہیں جو دونوں جائز ہیں اور عربی گرامر دونوں کی اجازت دیتی ہے۔ ایک ترجمہ جو زیادہ تر معروف ہے وہ یہ ہے کہ جو کوئی بھی بطور نفل نیکی کرے تطوع کے معنے ہیں نفلاً، جہاں حکم نہ ہو بلکہ حکم کے بغیر ہی نیکی کی جائے۔ وہ نفلی نیکی، طوعی نیکی، طوعی لفظ جو ہے وہ یہی "تطوع" والا لفظ ہی ہے یعنی دونوں ایک ہی روٹ سے نکلے ہوئے ہیں۔ تو جو بھی کوئی نفلی نیکی کرے گا پس وہ اس کے لئے بہتر ہوگا۔ اس ترجمے میں کچھ دقتیں ہیں وہ یہ کہ اس سے پہلے یہ گزرا ہے "من کان منکم مریضاً او علیٰ سفر فعدۃ من ایام اخر" جو بھی تم میں سے مریض ہو یا سفر پہ ہو وہ بعد کے ایام میں روزے رکھ لے۔ پھر اگر یہ کہا جائے کہ پس جو کوئی نفلی طور پر نیکی کرے وہ اس کے لئے بہتر ہے تو اس سے اس طرف ذہن جاتا ہے کہ اگرچہ اجازت ہے کہ رمضان کے دوران بیماری کی حالت میں اور سفر کی حالت میں روزے نہ رکھے جائیں مگر رکھ لو تو بہتر ہے کیونکہ یہ ایک نفلی نیکی ہوگی۔ لیکن اس میں یعنی ترجمہ تو یہ کیا جاتا ہے مگر اس میں ایک بڑی دقت یہ ہے کہ فرض کے وقت نفلی نیکی نہیں کی جاسکتی۔ اگر فرض ادا ہو تو فرض ادا ہوگا فرض کے بدلے نفلی نیکی کا کوئی تصور نہیں ہے۔ پس یہ ناممکن ہے کہ نفلی طور پر فرضی روزے رکھ لو۔ اس لئے یہ ایک تضاد پیدا ہو جاتا معنیٰ میں اور محل میں جو موقع ہے اس کے ساتھ یہ معنیٰ ٹھیک بیٹھتا نہیں۔

دوسرا معنیٰ ہے "فمن تطوع خیراً فھو خیر لہ" جو کوئی اطاعت کو پیش نظر رکھتے ہوئے نیکی کرے تو یہ اس کے لئے بہتر ہے۔ یعنی نیکی اطاعت ہی کا نام ہے کوئی اطاعت کی روح کو پیش نظر رکھے اور پھر نیکی کرے وہ نیکی ہے وہ اس کے لئے بہتر ہے اور جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا فتویٰ میں نے پہلے آپ کے سامنے رکھا تھا کہ رمضان کے مہینے میں مریض ہو اور سفر پر ہو تو یہ نیکی نہیں ہے کہ انسان زبردستی روزہ رکھے۔ جب اللہ نے فرمایا ہے کہ پھر دوسرے ایام میں رکھو تو نیکی اطاعت میں ہے۔ پس اطاعت کا تقاضا یہ ہے کہ انسان اس وقت روزے نہ رکھے اور بعد میں رکھے تو یہ دوسرا معنیٰ جو ہے بعینہٖ اس کے ساتھ مطابقت کھاتا ہے اور اس میں کسی قسم کا کوئی اعتراض وارد نہیں ہوتا جیسا کہ پہلے معنے پر ایک اعتراض وارد ہوتا ہے۔

LANE نے یہ دونوں معنے بیان کئے ہیں لکھتا ہے WHOSO DOES GOOD THAT IS NOT OBLIGATORY ON HIM یعنی نیکی، نفلی نیکی۔ OR DOES GOOD IN OBEDIENCE نیکی کرے اطاعت کو اپناتے ہوئے۔ تو یہ جو اطاعت کو اپنانے والا معنیٰ ہے یہ بہتر ہے اور مضمون کے ساتھ مناسبت رکھتا ہے اور حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے یہی ترجمہ کیا ہے۔ اور جو شخص پوری فرمانبرداری سے کوئی نیک کام کرے گا تو وہ اس کے لئے بہتر ہے۔ بعد کا جو آخر پہ مضمون ہے "و ان تصوموا خیر لکم ان کنتم تعلمون" یہ رمضان کے متعلق عمومی حکم ہے اس کا اس استثنائی حکم سے کوئی تعلق نہیں کہ رمضان کے مہینے میں جو روزے ہیں وہ تمہارے لئے بہرحال بہتر ہیں۔ تمہیں علم نہ ہو تو الگ بات ہے ورنہ حقیقت یہ ہے کہ اگر تم علم رکھتے کہ روزوں کے کیا کیا فوائد ہیں تو تم جان لیتے اور یہی بات خود کہتے کہ یہ اچھی چیز ہے ہمارے فائدے میں ہے۔

اب وہ علم سے تعلق میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے کچھ ارشادات میں آپ کے سامنے رکھتا ہوں کیونکہ جب علم نہ ہو تو صاحب علم سے علم حاصل کرنا چاہئے۔ اور رمضان کی برکتوں، اس کی مصلحتوں، اس کے گہرے فوائد کا سب سے بڑا علم حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو تھا۔ پس اسی حوالے سے اس علم کے تعلق میں چند احادیث آپ کے سامنے رکھتا ہوں، ایک نسائی کتاب الصوم سے لی گئی ہے۔

حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے رمضان مبارک کا ذکر فرمایا اور اسے تمام مہینوں سے افضل قرار دیا اور فرمایا جو شخص رمضان کے مہینے میں حالت ایمان میں ثواب اور اخلاص کی خاطر عبادت کرتا ہے وہ اپنے گناہوں سے اس طرح پاک ہو جاتا ہے جیسے اس روز تھا جب اس کی ماں نے اسے جنا تھا۔ تو ہر رمضان ہمارے لئے ایک نئی پیدائش کی خوشخبری لے کے آتا ہے۔

اگر ہم ان شرطوں کے ساتھ رمضان سے گزر جائیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے بیان فرمائی ہیں تو گویا ہر سال ایک نئی روحانی پیدائش ہوگی اور گزشتہ تمام گناہوں کے داغ دھل جائیں گے۔

**ہر رمضان ہمارے لئے ایک نئی پیدائش کی خوشخبری لے کے آتا ہے۔ اگر ہم ان شرطوں کے ساتھ رمضان میں سے گزر جائیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے بیان فرمائی ہیں تو گویا ہر سال ایک نئی روحانی پیدائش ہوگی اور گزشتہ تمام گناہوں کے داغ دھل جائیں گے۔**

ایک دوسری حدیث بخاری کتاب الصوم سے لی گئی ہے "باب فضل من قام رمضان"۔ حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا جو شخص ایمان کے تقاضے اور ثواب کی نیت سے رمضان کی راتوں میں اٹھ کر نماز پڑھتا ہے اس کے گزشتہ گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔

ان دونوں حدیثوں میں تھوڑا سا فرق ہے۔ پہلی حدیث میں عبادت کا عمومی ذکر تھا جو اخلاص کے ساتھ ایمان کے تقاضے پورے کرتے ہوئے عبادت کرتا ہے اس کی گویا کہ ازسرنو روحانی پیدائش ہوتی ہے، یہاں تہجد کی نماز کا خصوصیت سے ذکر فرمایا گیا ہے جو رمضان کی راتوں میں اٹھ کر نماز پڑھتا ہے اس کے گزشتہ گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔ پس رمضان خصوصیت کے ساتھ تہجد کے ساتھ تعلق رکھتا ہے یعنی تہجد کی نمازیں یوں کہنا چاہئے خصوصیت سے رمضان سے تعلق رکھتی ہیں اگرچہ دوسرے مہینوں میں بھی پڑھی جاتی ہیں۔ اور اس پہلو سے وہ سب جو روزے رکھتے ہیں ان کے لئے تہجد میں داخل ہونے کا ایک راستہ کھل جاتا ہے۔ کیونکہ اس کے بغیر اگر عام دنوں میں تہجد پڑھنے کی کوشش کی جائے تو ہوسکتا ہے بعض طبیعتوں پر گراں گزرے مگر رمضان میں جب اٹھنا ہی اٹھنا ہے اور پیٹ کی خاطر اٹھنا ہے تو روحانی غذا بھی کیوں انسان ساتھ شامل نہ کرلے۔ اس لئے اسے اپنا ایک دستور بنالیں اور بچوں کو بھی ہمیشہ تاکید کریں کہ اگر وہ سحری کی خاطر اٹھتے ہیں تو ساتھ دو نفل بھی پڑھ لیا کریں اور اگر روزے رکھنے کی عمر کو پہنچ گئے ہیں پھر تو ان کو ضرور نوافل کی طرف متوجہ کرنا چاہئے۔ یہ درست نہیں کہ اٹھیں اور آنکھیں ملتے ہوئے سیدھا کھانے کی میز پر آ جائیں، یہ رمضان کی روح کے منافی ہے۔ اور جیسا کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا اصل برکت تہجد کی نماز سے حاصل کی جاتی ہے اور امید ہے کہ اس کو اب رواج دیا جائے گا، بچوں میں بھی اور بڑوں میں بھی۔

میں نے پہلے بھی کئی دفعہ بیان کیا ہے قادیان میں جو بچپن ہم نے گزارا اس میں تو یہ تصور ہی نہیں تھا کہ کوئی شخص تہجد کے بغیر سحری کھانا شروع کردے، ناممکن تھا۔ بڑا ہو یا چھوٹا ہو وقت سے پہلے اٹھتا تھا اور توفیق ملتی تھی تو تہجد کے علاوہ قرآن کریم کی تلاوت بھی پہلے کرتا تھا پھر آخر پر سحری کے لئے وقت نکالا جاتا تھا اور سحری کا وقت تہجد اور تلاوت کے وقت کے مقابل پر ہمیشہ بہت تھوڑا سا رہتا تھا۔ بعض دفعہ جلدی جلدی کرکے ان کو کھانا کھانا پڑتا تھا کیونکہ اگر دیر میں آنکھ کھلی ہے تو کھانے کا حصہ نکالتے تھے تہجد کے لئے، تہجد کا حصہ نکال کر کھانے کو نہیں دیا جاتا تھا۔ پس یہی وہ اعلیٰ رواج ہے جسے اس زمانے میں بھی رائج کرنا چاہئے اور اس پر قائم رہنا چاہئے۔

مسند احمد بن حنبل میں سے یہ حدیث ہے بحوالہ فتح الربانی، ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ جس شخص نے رمضان کے روزے رکھے اور جس نے رمضان کے تقاضوں کو پہچانا اور ان کو پورا کیا اور جو رمضان کے دوران ان تمام باتوں سے محفوظ رہا جن سے اس کو محفوظ رہنا چاہئے تھا یعنی جس نے ہر قسم کے گناہ سے اپنے آپ کو بچائے رکھا تو ایسے روزے دار کے لئے اس کے روزے اس کے پہلے گناہوں کا کفارہ بن جاتے ہیں۔

پس وہ دیگر شرائط جو تہجد کی نماز یا عبادت ادا کرنے کے علاوہ لازم ہیں وہ یہ ہیں کہ تقاضوں کو پورا کیا جائے اور تقاضے پورے کرنے میں اہم بات یہ ہے کہ وہ ان تمام باتوں سے محفوظ رہے جن کے متعلق قرآن کریم میں یا احادیث میں ذکر ملتا ہے کہ خصوصیت سے رمضان کے مہینے میں ان سے پرہیز کیا جائے اور ہر قسم کے گناہ سے اپنے آپ کو بچائے، ایسا روزے دار اگر رمضان کے مہینے روزہ رکھتے ہوئے گزار دے تو اس کے پہلے گناہوں کا کفارہ ہو جاتا ہے۔

بخاری کتاب الصوم سے ایک اور حدیث لی گئی ہے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا جب رمضان کا مہینہ آتا ہے تو جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور شیطان کو جکڑ دیا جاتا ہے۔

اس ضمن میں ایک خطبے کا بڑا حصہ پہلے بھی اس حدیث کے لئے وقف کرچکا ہوں تاکہ عامۃ الناس کو جو اس حدیث کے الفاظ سے غلط فہمی پیدا ہوسکتی ہے اس کا ازالہ کیا جائے۔ ہرگز یہ مراد نہیں ہے کہ رمضان کے مہینے میں دنیا میں کوئی بھی ایسا نہیں ہوگا جو دوزخی کام کرے اور ہر وہ شخص جس پر رمضان کا مہینہ گزر رہا ہے خواہ مومن ہو یا کافر ہو اس کے لئے جنت کے دروازے کھل جائیں گے اور جہنم کے دروازے بند ہو جائیں گے۔

امر واقعہ یہ ہے کہ اگر مومن بھی ہو یعنی ظاہری طور پر ایمان لاتا ہو لیکن رمضان کا مہینہ دیکھنے کے بعد اس کے تقاضوں کے خلاف بات کرے اور عمداً ایسی باتوں کا ارتکاب کرے جو رمضان کے منافی ہیں بلکہ عام دنوں کے بھی منافی ہے تو ایسے شخص پر تو جہنم کے دروازے زیادہ زور سے کھولے جائیں گے۔ دراصل یہ خوشخبری ہے محض ان مومنوں کے لئے جو حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی اطاعت کے دائرے میں رہتے ہیں اور قرآن کی اطاعت کے دائرے میں رہتے ہیں۔ اصل میں ایک ہی چیز کے دو نام ہیں مگر قرآن کریم بھی اللہ اور رسول کی اطاعت الگ الگ بیان فرماتا ہے یہ بتانے کے لئے کہ اگر تمہیں براہ راست قرآن کریم میں کوئی حکم دکھائی نہ بھی دے رہا ہو مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے وہ حکم دیا ہو تو چونکہ اللہ کے حکم کے سوا وہ بات کرتے ہی نہیں تھے اس لئے یقین جانو کہ آپؐ کی اطاعت ویسی ہی ہے جیسے اللہ کی اطاعت ہے۔ پس اس وجہ سے قرآن کریم بار بار اللہ اور رسول، اللہ اور رسول دونوں کی اطاعت پر زور دیتا ہے مگر حقیقت میں ایک ہی چیز کے دو نام ہیں کیونکہ رسول کی اطاعت، اللہ کی اطاعت کے سوا کچھ نہیں کیونکہ رسول خدا کی اطاعت کے سوا کوئی اطاعت نہیں جانتا تھا۔ پس اس پہلو سے دروازے جب کھولے جاتے ہیں تو ان پر کھولے جاتے ہیں جو اللہ اور رسول کی اطاعت میں وقت گزارتے ہیں نہ کہ ان لوگوں کے لئے جن پر یہ مبارک مہینہ طلوع ہوا لیکن اس کی طرف پیٹھ پھیر کے اس کے سارے تقاضوں کو جھٹلادیا، اس کے سارے تقاضوں کو رد کردیا، ایسے لوگوں پر تو جہنم پہلے سے زیادہ بھڑکنے کے احتمالات ہیں بجائے اس کے کہ جہنم کے دروازے بند ہوں۔ تو امت محمدیہ جو حقیقی معنوں میں اطاعت خداوندی اور اطاعت رسول کی پابند ہو اس کے لئے خوش خبری ہے کہ ان پر دوزخ کے دروازے بند کردیئے جاتے ہیں۔

اب سوال یہ ہے کہ دوزخ کے دروازے ان پر رمضان کے بعد کیا کھول دیئے جاتے ہیں، رمضان ہی میں بند ہوتے ہیں؟ تو مراد یہ ہے کہ رمضان ان کے لئے اتنی نیکیوں کے پیغام لاتا ہے اور اتنے تقویٰ کی تعلیم دیتا ہے کہ ان کے لئے ممکن ہی نہیں رہتا کہ وہ کوئی ایسی حرکت کریں جو ان کو دوزخ میں لے جائے مگر عام دنوں میں بے احتیاطیاں ہو جاتی ہیں اور اتنی توجہ، اتنے انہماک سے نیکیوں پر عمل اور بدیوں سے بچنے کی طرف توجہ نہیں رہتی۔ اس لئے رمضان کا مہینہ مومن کے لئے سب سے زیادہ پرسکون مہینہ ہے سب سے زیادہ محفوظ مہینہ ہے۔ اس مہینے میں مومن کے لئے کوئی خطرہ درپیش ہی نہیں ہوتا کیونکہ ہمہ وقت اس کی توجہ اس طرف رہتی ہے کہ اس رمضان سے میں نیکیاں کما کر گزروں اور بدیاں جھاڑ کر نکلوں۔

پس اس پہلو سے اس حدیث کو سمجھنا چاہئے کہ وہ مومن ہے جس پر یہ سب کچھ ہوتا ہے

BUYING GROUP FOR GROCERS
AND C.T.N. SHOPS
2 SANDY HILL ROAD, ILFORD, ESSEX
TELEPHONE
0181-478 6464 | 0181-553 3611

جس کے لئے یہ سب کچھ ہوتا ہے جہنم کے دروازے بند، جنت کے دروازے کھلے اور شیطان جکڑ دیا جاتا ہے۔ یعنی مومن کا شیطان وہ شیطان بھی ہے جو اس کی رگوں میں دوڑ رہا ہے اور وہ ہر انسان کی رگوں میں دوڑ رہا ہے۔ پس آپ دیکھ لیں کہ رمضان کے مہینے میں کتنی کتنی ایسی عادتیں تھیں جو نیکی کے اعلیٰ معیار کے مطابق نہیں تھیں مگر اب جب آپ کی وہ عادتیں آپ کو اپنی طرف بلاتی ہیں تو بارہا آپ کے دل سے یہ آواز اٹھتی ہے "نہیں"۔ معلوم ہوتا ہے کہ قید ہے ایک۔ اور بہت سے روزے دار قید کا احساس نمایاں طور پر رکھتے ہیں اور وہ جانتے ہیں کہ بھوک کوئی چیز نہیں ہے جو دراصل مشکل ہو۔ صبح سحری کھائی اس کا لطف الگ آتا ہے جب افطاری کا وقت آتا ہے تو اس کا ایک الگ لطف ہے بیچ کا جو وقت ہے وہ بھول جاتا ہے ان دو وقتوں کے درمیان۔ جو اصل چیز ہے وہ آزادی کا احساس ہے جس کی کمی محسوس ہوتی ہے۔ ہر شخص، ہر روزے دار جانتا ہے کہ دن رات جو ہر وقت پابندی میں جکڑے ہوئے وقت گزرتا ہے اور نفس کے اوپر ہمیشہ یہ خیال غالب رہتا ہے کہ دیکھو تم آزاد نہیں ہو یہ وہ چیز ہے جو درحقیقت مومن پر، روزے دار پر بطور قید کے عیاں ہوتی ہے اور یہ شیطان کی قید ہے ورنہ نماز پڑھنے میں تو اس کو کوئی تنگی محسوس نہیں ہوتی قید کی۔ نیک کام کرنے میں، اچھی بات کرنے میں جس کی اس کو پہلے سے ہی عادت ہو وہ بڑی بشاشت محسوس کرتا ہے اس کو کوئی قید محسوس نہیں ہوتی۔ لیکن وہ عادتیں ہیں دراصل جو ظاہری طور پر اس کے سامنے اس کے دماغ میں ابھریں یا نہ ابھریں مگر قید کا احساس بعض ایسی بدعادتوں سے تعلق رکھتا ہے جو پہلے زمانے میں تھیں اور رمضان میں آکر محسوس ہوتا ہے کہ اب میں یہ نہیں کرسکتا۔ پس وہ قید شیطان کی قید ہے اور یہاں شیطان سے مراد عام شیطان نہیں ہے۔ کیونکہ عام شیطان ہو تو وہ سب کے لئے جکڑا جائے گا، عام شیطان اگر جکڑا گیا تو کیا مومن کیا کافر سب کا شیطان جکڑا گیا لیکن یہ وہ شیطان ہے جس کا ذکر احادیث میں دوسری جگہ ملتا ہے جہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا کہ ہر انسان کی رگوں میں، اس کے خون میں ایک شیطان دوڑ رہا ہے وہ قید ہو جاتا ہے اور بڑی مشکل سے بعضوں کا وقت گزرتا ہے۔ وہ عید میں داخل ہوتے ہیں کہتے ہیں چلو رہائی ہوئی۔ لیکن اگر وہ غور کریں تو سوچیں گے کہ بعض بدعادتوں کی طرف لوٹنے کو وہ رہائی کہتے ہیں اور بعض اچھی عادتوں سے بچ نکلنے کو وہ رہائی سمجھتے ہیں۔ لیکن انسان بسا اوقات باشعور طور پر اپنے نفس کا جائزہ نہیں لیتا خود اپنے حالات سے بھی بے خبر رہتا ہے اس لئے بس ایک مبہم سا احساس، ایک قید ہے جس میں سے وہ نکل کر پھر آخر عام دنوں میں داخل ہو جاتا ہے۔

**عبادت کا وسیع تر مفہوم جس میں بندگی بھی شامل ہے جیسا رمضان سکھاتا ہے ویسا کوئی اور مہینہ نہیں سکھاتا**

تو یہ جو شیطان کا جکڑا جانا ہے یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی طرف سے ایک پیغام ہے، ایک نصیحت ہے جو گہری نفسیاتی نصیحت ہے۔ اس پر غور کرکے اگر آپ اس حقیقت کو سمجھ لیں کہ شیطان کیا ہے؟ کیسے جکڑا جاتا ہے؟ تو پھر ممکن ہے کہ رمضان کے بعد بھی آپ اس شیطان کو باندھ کر رکھنے کی کوئی تدبیر سوچیں یا ہمہ وقت بیدار رہنے کی کوشش کریں کہ اب جب قید کیا ہے تو پھر قید ہی رکھا جائے تو بہتر ہے۔ ورنہ پھر یہ چھٹ جاتا ہے اور اگلے رمضان سے پہلے پہلے وہ ساری عادتیں ڈھا جاتا ہے جن سے بچنے کے لئے رمضان آپ کے لئے اس کی قید کا اور آپ کی رہائی کا پیغام لایا تھا۔ دراصل مومن، اعلیٰ درجے کا مومن تو وہ ہے جو مسلسل جکڑا رہتا ہے وہ ایک رمضان سے آزاد ہوکر نہیں نکلتا بلکہ قید ہی کی حالت میں جاتا ہے۔ یعنی اس کے نفس کی خواہشات کا جہاں تک تعلق ہے وہ قید رہتا ہے۔ پس شیطان مومن کے اندر کا شیطان ہے جو قید ہوتا ہے اور وہ قید ہوجائے تو یہ بھی کہا جاسکتا ہے گویا مومن قید ہے تو وہ آزاد نہیں رہتا۔ چنانچہ اسی بات کو آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے ایک اور محاورے میں یوں بیان فرمایا کہ "الدنیا سجن للمؤمن و جنۃ للکافر" کہ دنیا تو مومن کے لئے قید خانہ ہے اور کافر کے لئے جنت ہے۔ اب آپ دیکھیں کہ یہاں شیطان کے لئے نہیں فرمایا بلکہ مومن کے لئے قیدخانہ فرمایا ہے۔ پس وہی معنے بنتے ہیں جو میں نے آپ کے سامنے رکھے ہیں کہ شیطان کا لفظ ہر شخص کے اندر کے شیطان پر اطلاق پاتا ہے اور ہر مومن کے اندر بھی ایک شیطان ہے جو ہمہ وقت اس کو آسانیوں کی طرف بلاتا اور خدا کی راہوں میں تکلیفوں سے ڈراتا ہے۔ ہر وقت اس کو من مانی کرنے کی تلقین کرتا اور اطاعت کے رستوں سے پیچھے ہٹاتا ہے یہ شیطان ہے جو قید ہو جائے اور اگر اسے عمر قید ہو جائے تو پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی یہ حدیث صادق آئے گی کہ "الدنیا سجن للمؤمن و جنۃ للکافر" دنیا تو مومن کے لئے ساری زندگی قیدخانہ بن جاتی ہے۔ پس عجیب بات ہے کہ لفظ مومن اور شیطان یہاں دونوں بظاہر ایک دوسرے پر انطباق کر رہے ہیں مگر معنے اگر سمجھ لئے جائیں تو اس میں کوئی تضاد نہیں ہے۔ مومن کے اندر نفس امارہ کا شیطان ہے جو زندگی بھی ہمیشہ قید رہتا ہے اور ان معنوں میں دنیا مومن کا قید خانہ بنتی ہے۔

پھر ایک اور حدیث میں اسی مضمون کو یوں بیان فرمایا گیا ہے یہ بھی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے جب رمضان کی پہلی رات آتی ہے تو شیطان اور جن جکڑ دیئے جاتے ہیں اور آگ کے دروازے بند کردیئے جاتے ہیں۔

**رمضان کا مہینہ مومن کے لئے سب سے زیادہ پرسکون مہینہ ہے، سب سے زیادہ محفوظ مہینہ ہے۔ اس مہینے میں مومن کے لئے کوئی خطرہ درپیش ہی نہیں ہوتا کیونکہ ہمہ وقت اس کی توجہ اس طرف رہتی ہے کہ اس رمضان سے میں نیکیاں کما کر گزروں اور بدیاں جھاڑ کر نکلوں۔**

شیطان اور جن! یہ جن کیا چیز ہے جو شیطان کے ساتھ جکڑا جاتا ہے۔ شیطان اگر نفس امارہ ہے تو جن غصے کی حالت میں اور اشتعال کی حالت میں اپنے حواس کو بے قابو کردینا یا حواس پہ سے قابو اٹھا لینے کا نام ہے۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے غصے کو بھی "جن" کے لفظ سے یاد فرمایا ہے۔ پس شیطان کے علاوہ جن اس طرح قید ہوتا ہے کہ بعض لوگ جو ہیں بڑی جلدی مشتعل ہونے والے لوگ ہوتے ہیں اور مغلوب الغضب ہوتے ہیں مگر روزے کی حالت میں جب کوئی ان سے ایسی بات کہے جس کو وہ سمجھتے ہیں کہ ہماری بے عزتی ہوگئی، ہم پر چوٹ ماری گئی ہے تو اچانک آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی آواز سنائی دیتی ہے کہ کوئی غصہ کرے، کچھ زیادتی کرے تم نے آگے سے ویسا جواب نہیں دینا۔ تم یہ کہو میں روزے سے ہوں، میں مجبور ہوں۔ تو قید جو ہے وہ جن کی بھی ساتھ ہوگئی ہے اور جن سے مراد غصے کا جن ہے۔ تو اشتعال کی حالت میں جو لوگ بدیاں کرتے اور بعض دفعہ ایسے ظلم کر جاتے ہیں کہ پھر ہمیشہ ہمیش کے لئے وہ اپنے جن کی سزا پاتے رہتے ہیں۔ ایک اشتعال کی حالت کا فعل عمر بھر کی قید میں اس کو مبتلا کر سکتا ہے یا پھانسی کے تختے پر لٹکا سکتا ہے یا اور کئی قسم کے عوارض میں مبتلا کرسکتا ہے کئی قسم کے پچھتاوے لگ جاتے ہیں۔

تو جن بھی بڑی خطرناک چیز ہے مگر اگر آپ کو پتہ ہو کہ جن ہے کیا؟ ورنہ اور جن اگر آپ تلاش کرتے پھریں کہ باہر سے کوئی جن آیا تھا یا نہیں آیا تھا تو کچھ بھی نہیں ملے گا آپ کو اور آپ کو پتہ بھی نہیں لگے گا کہ جن آزاد ہے حالانکہ آپ کی خاطر قید کیا جانے والا جن یہ غصے کا جن ہے اور شیطان نفس امارہ کا شیطان ہے یہ دونوں قید ہو جائیں تو آگ کے دروازے بند کردیئے جاتے ہیں ان کا آپس میں تعلق ہے۔ ہر ایک کے لئے آگ کے دروازے بند نہیں ہوتے جن کا جن قید ہو جائے، جن کا شیطان پکڑا جائے ان کے لئے آگ کے دروازے بھلا کیسے کھل سکتے ہیں اور جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں یہ ایک طبعی نتیجہ ہے۔ نفس امارہ کو لگامیں دے دیں اور غصے کو قابو میں کر لیں تو اس کے نتیجے میں لازم ہے کہ آپ سے ایسی نیکیاں سرزد ہوں جو خدا کے ہاں آپ کو مقبول بنادیں چنانچہ فرمایا جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور ان میں سے کوئی دروازہ بند نہیں

Earlsfield Properties

RENTING AGENTS 0181- 877 0762

PROPERTIES WANTED IN ALL AREAS FOR WAITING TENANTS

کیا جاتا اور ایک منادی کرنے والا منادی کرتا ہے اے خیر کے طالب آگے بڑھ اور اے شر کے چاہنے والے رک جا اور اللہ کے کئی ایسے بندے ہیں جنہیں آگ سے نکالا جاتا ہے یہ ہر رات کو ہوتا ہے۔

**شیطان اگر نفس امارہ ہے تو جنّ غصے کی حالت میں اور اشتعال کی حالت میں اپنے حواس کو بےقابو کر دینا یا حواس پہ سے قابو اٹھالینے کا نام ہے۔**

تو یہ ایسی تجربہ گاہ ہے رمضان جس میں انسان کو موقعے ملتے ہیں اپنے اوپر تجربات کرنے کے، نیکیوں میں آگے بڑھانے کے، بدیوں سے روکنے کے تجربے، غصے کی حالتوں پہ قابو پانے کے، نفس امارہ کے خلاف ایک جہاد کرنے کا موقع، ان موقعوں سے جو کامیابی سے گزر جاتا ہے اس کے متعلق کیا ہی سچ فرمایا ہے کہ ایسے بندے ہیں جنہیں آگ سے نکالا جاتا ہے۔ ہر رمضان ایک شخص کو ہمیشہ کے لئے جہنم سے نکال لیتا ہے اس جہنم سے جس کی طرف وہ روزمرہ بڑھتا چلا جاتا ہے اور اس کا کوئی اس کو خیال نہیں ہوتا کوئی شعور نہیں ہوتا اور فرمایا ایسا ہر رات کو ہوتا ہے۔ پس بڑے ہی وہ خوش نصیب ہیں جو رمضان کی راتوں میں کسی رات کو اٹھ کے جب تہجد پڑھ رہے ہوں تو دل پر ایک ایسی کیفیت طاری ہو جائے کہ انہیں جھنجھوڑ کے رکھ دے۔ ان کو خواب غفلت سے بیدار کردے۔ انہیں احساس ہو کہ اب مجھے لازماً ایک نئے وجود کے طور پر زندہ رہنا ہوگا اور اس پہلو سے اس احساس کے بعد جب وہ خدا تعالیٰ سے مدد مانگتا ہے تو ہر رات خدا کے ایسے بندے ہیں جن کے متعلق یہ فیصلہ کیا جاتا ہے کہ یہ جہنم سے نکل گئے ہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے ایک موقع پر فرمایا "الصیام جنة" کہ روزہ ڈھال ہے۔ (صحیح مسلم، کتاب الصیام)۔ ڈھال وہ چیز ہے جس سے ہر قسم کے خطروں کا مقابلہ کیا جاتا ہے۔ پس روزے کی پناہ میں آجاؤ تو ہر قسم کے فساد ہر قسم کے خطروں سے بچ جاؤ گے۔ لیکن اگر روزہ رکھا ہو اور منہ پر وہی پہلے کی طرح لغو باتیں یا گالی گلوچ یا اشتعال انگیز باتیں کرنا اور اشتعال انگیز باتوں کے جواب میں بےقابو ہو جانا یہ ادائیں پہلے کی سی اگر جاری رہیں تو اس روزے کا کیا فائدہ؟ ایسا روزہ محض بھوک کی سزا ہے اس سے زیادہ اس کی کوئی بھی حقیقت نہیں رہتی۔

آج صبح جب پاکستان کی خبروں سے متعلق جنگ اخبار دیکھا تو اس امید سے دیکھا کہ شاید اب یہ خبر مل جائے کہ رمضان کے مہینے میں کوئی قتل و غارت نہیں ہوگا، کوئی فساد نہیں ہوگا، پاکستان کی گلیوں میں کم سے کم کچھ عرصے کے لئے تو امن آ جائے گا اور اس خوف سے دیکھا کہ کہیں یہ میری امید جھوٹ ہی نہ نکلے تو خوف سچا نکلا اور امید جھوٹی نکلی۔ کیونکہ اخبار اسی طرح گناہوں کی خبروں سے کالا ہوا پڑا ہے۔ ہر قسم کے فساد کی خبریں موجود ہیں اور رمضان شریف کے احترام کے ذکر شاید مسجدوں میں ملتے ہوں مگر پاکستان کی گلیاں، پاکستان کے گھر، پاکستان کے بازار، پاکستان کے دن، پاکستان کی راتیں اس رمضان سے بےخبر ہیں جس رمضان کا ذکر میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی زبان سے آپ کے سامنے کر رہا ہوں۔ کسی بےچارے کو وہ ڈھال ہی میسر نہیں۔ ایک ہی شہر میں ایک خاندان کو اس طرح ذبح کردیا جاتا ہے۔ آج ہی کی خبر میں تھا کہ ایک شخص جو اپنی فیکٹری میں سویا ہوا تھا وہ روزہ رکھنے کی نیت سے گھر گیا تو بیوی نے کہا کہ سوئی گیس بند ہوگئی ہے اس لئے روٹی نہیں پکا سکی۔ وہ واپس اپنی فیکٹری کی طرف گیا کہ شاید کچھ بازار سے چیز لے کے کھائے لیکن اس کے بعد دیکھا نہیں گیا۔ تو دوسرے دن جب پتہ چلا کہ وہ چور یا ڈاکو یا اس کے دشمن اس وقت آئے ہیں جب کہ سحری کا وقت تھا اور پہلے اس کو وہاں ذبح کیا پھر اس کو گھسیٹ کر باہر لائے اس کے اپنے دفتر کا سامان ٹیلی ویژن وغیرہ کا الاؤ لگایا اور اس آگ میں اس کو جلا کر خاکستر کردیا۔ یہ جہنم کا دروازہ بند ہے یا کھلا ہے سوال یہ پیدا ہوتا ہے۔ پس جہنم کا دروازہ کھل بھی جاتا ہے اور اس طرح بھڑک بھی اٹھتا ہے مگر ان لوگوں کے لئے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم اور قرآن کے احکامات کے دائرے سے باہر زندگی بسر کرتے ہیں۔

پھر آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا "ان لکل شئی باباً و باب العبادة الصیام" یہ جامع الصغیر سے حدیث لی گئی ہے۔ اسی طرح ایک دارقطنی بحوالہ جامع الصغیر حدیث ہے "اذا سلم رمضان سلمت السنة"۔ پہلی حدیث کا ترجمہ ہے ہر چیز کا ایک دروازہ ہے اور عبادت کا دروازہ روزے ہیں۔ دوسری حدیث کا ترجمہ ہے کہ جب رمضان سلامتی سے گذر جائے تو سمجھو کہ سارا سال سلامت ہے۔ جب رمضان سلامت رہا تو سارا سال سلامت رہا یہ ترجمہ ہے۔

پہلی حدیث میں جو یہ فرمایا گیا کہ عبادت کا دروازہ رمضان ہے تو اس سے کیا مراد ہے۔ کیا رمضان کے بغیر عبادت نہیں ہوتی۔ پانچ وقتہ نماز جو فرض ہے اس کے علاوہ بھی تو بہت سی عبادت ہے تہجد کی نمازیں بھی ہیں یہ سارا سال ہوتی رہتی ہیں تو صیام کو عبادت کا دروازہ کیوں فرمایا گیا۔ ایک تو یہ معنیٰ ہے کہ عبادت کا وسیع تر مفہوم جس میں بندگی بھی شامل ہے جیسا رمضان سکھاتا ہے ویسا کوئی اور مہینہ نہیں سکھاتا۔ دوسرے یہ کہ رمضان کے وقت عبادت کے لئے ایسا جوش پیدا ہوتا ہے اور ایسی گرمی پیدا ہوتی ہے کہ حقیقت میں اگر عبادت کی لذت پانی ہو تو رمضان کے رستے سے داخل ہو پھر تمہیں یہ بات سمجھ آئے گی کہ عبادت کیا ہوتی ہے۔ پس یہ مفہوم ہے "عبادت کا دروازہ" ورنہ یہ مراد نہیں کہ رمضان کے بغیر عبادت نہیں ہو سکتی۔

**نفس امارہ کو لگامیں دیں اور غصے کو قابو میں کرلیں تو اس کے نتیجے میں لازم ہے کہ آپ سے ایسی نیکیاں سرزد ہوں جو خدا کے ہاں آپ کو مقبول بنادیں۔**

دوسری حدیث میں ہے رمضان سلامت رہا تو سارا سال سلامت رہا۔ اس حدیث میں جو مومن سے توقع ہے کچھ اس کا بھی بیان ہے۔ کہ وہ مومن جو حقیقت میں رمضان کے تقاضوں کو پورا کرتا ہے اور کوئی تقاضا توڑتا نہیں اس کے لئے خوش خبری ہے کہ اس کا آئندہ سارا سال سلامتی سے گزرے گا۔ پس پہلی جو احادیث تھیں ان میں ماضی کے تعلق سے خوش خبری دی گئی تھی یعنی پچھلے جو گناہ ہیں وہ معاف کردیئے جائیں گے۔ گزشتہ کوتاہیاں جو ہوئیں ان سے صرف نظر فرمایا جائے گا اس لئے فکر نہ کرو اگر رمضان نصیب ہوگیا تو جو کچھ پہلے لغزشیں ہوئیں، کوتاہیاں ہوئیں اللہ تعالیٰ انہیں بھی معاف فرمادے گا۔ اب اس حدیث میں یہ خوش خبری ہے کہ اگر تم صحیح طور پر رمضان کے تقاضے پورے کروگے تو رمضان کا مہینہ تمہیں بچا لے جائے گا اور تمہارا پورا سال بچادے گا۔ پس تم نے رمضان کے مہینے میں جو رستہ اختیار کیا ہے وہ پورے سال تک کے لئے رمضان سے طاقت پائے گا اور سیدھا رہے گا۔ اس کی مثال ایسی ہی ہے جیسے کوئی گولی بندوق کی نالی سے نکلتی ہے اگر چھوٹی نالی ہو تو بہت جلدی وہ رستے سے بھٹک جاتی ہے اور جتنی لمبی نالی ہو اتنی زیادہ دیر تک سیدھی نشانے کی طرف حرکت کرتی رہتی ہے۔ پس اسی لئے لمبی نالیوں سے دور کے نشانے لئے جاتے ہیں چھوٹی نالیوں سے نزدیک کے نشانے لئے جاتے ہیں۔ پس تیس دن کا جو خدا تعالیٰ نے رمضان رکھا۔ یہ ایک ایسی نالی ہے جس میں اگر آپ سیدھے رہ کر گزریں اور رمضان کے حقوق ادا کرتے ہوئے گزریں تو سارا سال آپ کو سیدھا رکھے گی یہاں تک کہ اگلا رمضان آ جائے گا اور پھر اگلے رمضان میں ایک اور نالی میں پھر دوبارہ داخل ہوں گے پھر آپ کو سیدھا کیا جائے گا، آپ کی کجیاں صاف کی جائیں گی تو ساری زندگی بچتی ہے اصل میں۔ ایک رمضان کو آپ سلامتی سے گذارلیں تو گویا اگلا سال سلامتی سے گزر گیا اور جب ہر دو رمضان کے درمیان سال سلامتی سے گزرے تو دوسرے معنوں میں ساری

SATELLITES
OFFICIAL SKY AGENTS

MTV AHMADIYYA
SKY
TV ASIA

VIEW THE SERMON EVERY DAY ON EUTELSAT - SATELLITE SYSTEM AVAILABLE FOR ALL SATELLITES IN THE WORLD.
VIEWING CARDS IN STOCK. INSTALLATION AVAILABLE.
MAIL ORDER & INTERNATIONAL EXPORT SERVICE AVAILABLE
WE ACCEPT CREDIT CARDS. CALL FOR COMPETITIVE PRICES. ASK US FOR MORE DETAILS.

S.M SATELLITE SERVICES
15 BRIDGE END, CAMBERLEY, SURREY, GU15 2QX, ENGLAND
TEL: 01276-20916 FAX: 01276-678 740

RECEIVERS, DECODERS, DISHES, SMART CARDS

زندگی سلامتی سے گزر جائے گی۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک روایت ہے ابن ماجہ سے لی گئی ہے۔ فرمایا ہر چیز کو پاک کرنے کے لئے ایک زکوٰۃ ہوتی ہے اور جسم کی زکوٰۃ اور پاکیزگی کا ذریعہ روزہ ہے۔ زکوٰۃ اموال کو پاک کرنے کے لئے بھی دی جاتی ہے اور اعمال کی نشوونما کے لئے بھی دی جاتی ہے دونوں معنے بیک وقت اس میں موجود ہیں اور تزکیہ نفس کے لئے بھی دی جاتی ہے۔ پس آپؐ نے فرمایا کہ جسم کو اگر پورے طور پر اس کے ہر پہلو سے دیکھا جائے تو روزہ ایسی چیز ہے جو سارے جسم کی زکوٰۃ بن جاتا ہے اور اس کے متعلق تشریح ایک اور حدیث میں یوں بھی آئی ہے کہ "صوموا تصحو" اگر تم روزے رکھوگے تو صحت مند رہوگے پس صرف روحانی زکوٰۃ ہی نہیں بدنی زکوٰۃ بھی ہے اور رمضان کے مہینے میں اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ روزے کے نتیجہ میں صحت بہتر ہوتی ہے خراب نہیں ہوا کرتی بشرطیکہ بیماری کی شرط کو پیش نظر رکھے۔ جب اللہ فرماتا ہے کہ بیمار ہو تو روزے نہیں رکھنے۔ اگر اس شرط کو نظر انداز کریں گے تو پھر صحت بگڑے گی تو آپ کی اپنی غلطی سے بگڑے گی۔ رمضان کے نتیجے میں صحت نہیں بگڑا کرتی بلکہ صحت عطا ہوتی ہے۔

**وہ مومن جو حقیقت میں رمضان کے تقاضوں کو پورا کرتا ہے اور کوئی تقاضا توڑتا نہیں اس کے لئے خوشخبری ہے کہ اس کا آئندہ سارا سال سلامتی سے گزرے گا۔**

وہ لوگ جو ڈائٹنگ (DIETING) کرتے ہیں مثلاً، بڑی مصیبت پڑی ہوتی ہے سارا سال کوشش کرتے ہیں لیکن پھر بھی وزن کم نہیں ہوتا اس کی وجہ یہ ضروری نہیں کہ وہ کھانا زیادہ کھاتے ہوں۔ کئی ایسے موٹے میں نے دیکھے ہیں میرے پاس مریض آتے رہتے ہیں جن کی مشکل یہ ہے کہ اگر وہ کھانا کم کردیں تو خون کم ہو جاتا ہے مگر جسم کم نہیں ہوتا اور کئی ایسی مریضائیں ہیں جن کو بیچاروں کو انیمیا ہوگیا اس کوشش میں کہ کسی طرح وزن کم ہو یہاں تک کہ ڈاکٹروں نے مجبور کیا کہ اپنی غذا نارمل کرو خواہ وزن کم ہو یا نہ ہو تو یہ METABOLISM کی خرابی کی وجہ سے بعض دفعہ موٹاپا ہوتا ہے۔ لازم نہیں کہ کوئی انسان زیادہ کھائے تو موٹا ہو۔ METABOLISM اس کو کہتے ہیں کہ ایک انسان جب خوراک لے رہا ہے تو وہ خوراک جسم میں ہضم ہورہی ہے اور دوسری طرف جسم کے اندر ایسا نظام ہے کہ اس خوراک کو دوبارہ ENERGY میں یعنی توانائی میں تبدیل کردیا جاتا ہے اور وہ توانائی اس کے مختلف کاموں میں استعمال ہوتی ہے۔ دماغ کے لئے بھی، سانس لینے میں، دل کے دھڑکنے میں خواہ انسان کوئی حرکت دوسری کرے یا نہ کرے ہر وقت استعمال ہو رہی ہے اور گرمی بھی بناتی ہے حرارت عزیزی بھی اسی سے ملتی ہے۔ اگر یہ توازن بگڑ جائے اور ایک انسان جتنا کھاتا ہے اتنا وہ گرمی میں تبدیل نہ کرسکے تو لازماً جو بقیہ بچی ہوئی ENERGY ہے وہ FATS میں یا گوشت میں تبدیل ہوگی۔ صحت اچھی ہوگی ورزش کی عادت ہوگی تو وہ MUSCLES میں تبدیل ہوتی ہے پھر اور پروٹینز بنتی ہیں اس سے اور اگر صحت خراب ہو اور جگر کی خرابی سے عموماً ایسا ہوتا ہے تو پھر صرف چربی بنتی ہے مسلز نہیں بنتے اور ایکسرسائز اس کا علاج ہے بعضوں کو اتنی توفیق نہیں ہوتی بعض بےچارے اتنے بیمار ہوتے ہیں کہ EXERCISE یعنی ورزش کے باوجود وہ یہ توازن برقرار نہیں رکھ سکتے۔ یہ ہے وہ صورتحال جس کا علاج روزہ ہے۔ اور روزے میں اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ جو دو کھانوں کے درمیان فاصلہ ڈالا جاتا ہے وہ بعض دفعہ خوابیدہ ایسی طاقتوں کو بیدار کردیتا ہے جو انرجی بنانے کی کارروائی کو تیز کردیتے ہیں۔ ایسے لوگ جن کو عام طور پر بھوک نہیں لگتی روزے میں سے گزریں تو بھوک ان کی ٹھیک ہوجاتی ہے۔ بعض لوگ ڈائٹنگ کرتے ہیں لیکن روزے کے بعد ان سے ڈائٹنگ نہیں ہوسکتی کیونکہ جسم کی طرف سے ایسی بھڑکی لگتی ہے کہ مجبور کرتی ہے کہ ضرور انسان کچھ نہ کچھ کھائے ورنہ بےچینی رہتی ہے یعنی بےچینی زیادہ بڑھ جاتی ہے۔ یہ وہ مضمون ہے جو صحت سے تعلق رکھتا ہے اور اس کی اور بھی بہت سی شاخیں ہیں۔ تمام تفصیل شاخوں کی بحث میں اس خطبے میں نہیں اٹھانا چاہتا مگر یہ یقین کریں کہ جنہوں نے غور کیا جنہوں نے تحقیق کی وہ اس نتیجے پہ پہنچے کہ روزہ صحت کا ضامن ہے، روزہ صحت کو نقصان نہیں پہنچاتا۔

چنانچہ ایک تحقیق کا شاید میں نے پہلے بھی ذکر کیا تھا۔ اسرائیل میں اس مضمون پر ریسرچ ہوئی اور انکی نیت بظاہر یہی معلوم ہوتی تھی کہ وہ ثابت کریں کہ مسلمانوں کا جو یہ طریق ہے روزے رکھنے کا یہ ان کے لئے نقصان دہ ہے اور بچوں کو بھی نقصان پہنچتا ہے بڑوں کو بھی نقصان پہنچتا ہے۔ چنانچہ پوری گہری ریسرچ کی گئی، ایک بڑی ٹیم نے اس پہ کام کیا اور یہ بھی پیش نظر تھا کہ روزے کے دنوں میں تو بعض لوگ پہلے سے بھی بڑھ کر کھاتے ہیں اور زیادہ کھانے کے نتیجے میں اور بیچ میں فاقے رہنے کے نتیجے میں ایسا نقصان ان کو پہنچ سکتا ہے کہ پھر وہ بعد میں سنبھل نہ سکیں۔ جو ریسرچ کا ماحصل تھا اس نے ان کو حیران کردیا۔ بالکل برعکس نتیجہ نکلا۔ جس چیز کی تلاش میں تھے اس کی بجائے یہ کہنے پر مجبور ہوگئے کہ جتنی تحقیق کی گئی ہے اس کے نتیجے میں رمضان کے مہینے کے بعد انسان بہتر صحت کے ساتھ باہر نکلتا ہے، کمزور ہوکے نہیں نکلتا۔ ہر پہلو سے اس کے جائزے لئے گئے۔ کولیسٹرول لیول کے لحاظ سے جائزے لئے گئے METABOLISM کی RATIOS کے آپس میں توازن کے لحاظ سے لئے گئے غرضیکہ باقاعدہ ریسرچ کا جو حق ہے وہ ادا کیا گیا اور نتیجہ یہ نکلا ہے۔

پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے چودہ سو سال پہلے جو بات فرمائی دیکھیں وہ کیسی صحت کے ساتھ وہ بات فرمائی، کتنی سچی بات فرمائی "صوموا تصحوا" روزے رکھا کرو صحت اچھی ہوجائے گی۔ یہ خیال نہ کرنا کہ تمہاری صحت بگڑے گی۔

پھر ایک موقع پر فرمایا صبر کے مہینے کے روزے سینے کی گرمی اور کدورت دور کرتے ہیں اور رمضان کا مہینہ صبر کا مہینہ کہلاتا ہے کیونکہ اپنی خواہشات پر صبر کرنا ہے اپنے غصوں پر صبر کرنا ہے نیکیوں پر جم کے بیٹھنا ہے۔ بدیوں کی طرف جو تحریک ہے اس کا مقابلہ کرکے رک جانا ہے۔ ان سب چیزوں کو صبر کہا جاتا ہے۔ تو فرمایا صبر کے مہینے یعنی رمضان کے روزے سینے کی گرمی اور کدورت کو دور کرتے ہیں۔ سینے کی گرمی میں ایک وہ گرمی بھی ہے جو میں نے بتایا ہے HEART BURNS اور اس قسم کی چیزیں لیکن اصل سینے کی گرمی میں روحانی طور پر نقصان دہ جذبات اور اشتعال انگیز باتیں ہیں۔ بعض لوگوں کے سینے کھولتے رہتے ہیں بعض بری نیتوں کے ساتھ، بعض بدیوں کے ساتھ، کچھ غصوں کے ساتھ تو اول معنیٰ وہ ہے جو سینے کی گرمی کو دور کرنے کا ہے ورنہ جہاں تک HEART BURN کا تعلق ہے وہ بسااوقات بعض لوگوں کو رمضان کے مہینے میں زیادہ ہو جاتا ہے اس لئے اس کو ظاہری معنوں میں اس طرح محمول نہیں کیا جاسکتا۔ ہاں یہ درست ہے کہ کولیسٹرول لیول گرنے کے نتیجے میں رمضان کے بعد اس کا رجحان کم ہو جائے گا لیکن بعض لوگ ہیں جو فوری طور پر اگر کوئی دوا وغیرہ استعمال نہ کریں تو ان کے روزوں کی وجہ سے ان کے معدے میں ایک قسم کا تیزاب کھولنے لگتا ہے۔ اس کا علاج بھی میں آپ کو بتا دیتا ہوں۔ عام طور پر میرے تجربے میں ہے کہ BROYONIA 200 کی اگر ایک خوراک رات کو روزہ کھولنے کے دو تین گھنٹے کے بعد یا صبح تہجد کے وقت کھالی جائے تو ایسے مریضوں کو عموماً اس سے فائدہ پہنچتا ہے اور رمضان کے نتیجے میں جو تیزابی تلخی ہے اس سے بچت ہو جاتی ہے۔ جن کو اس سے فائدہ نہ ہو ان کو NUX VOMICA 30 کی ایک خوراک بہت فائدہ پہنچاتی ہے اسی طرح ACID معدے کا تیزاب مارنے کے لئے بعض دوسری ہومیو پیتھک دوائیں ہیں وہ استعمال کی جاسکتی ہیں ان میں IRIS VERSICOLOR 200 اگر کبھی کبھی کھائی جائے تو یہ بھی مفید ہے۔ ROBINIA بھی ایک دوا ہے جو 30 یا 200 طاقت میں کھائی جاسکتی ہے۔

باقی صفحہ نمبر ۱۶ پر ملاحظہ فرمائیں

محمد صادق جیولرز
MOHAMMAD SADIQ JUWELIER

آپ کے شہر ہمبرگ میں عرب امارات کی دوسری شاخ۔ ہمارے ہاں جدید ترین ڈیزائنوں میں خالص سونے کے زیورات دستیاب ہیں۔ عرب امارات کے بنے ہوئے ۲۲ قیراط سونے کے زیورات گارنٹی کے ساتھ دستیاب ہیں۔ نیز زیورات کی مرمت کے علاوہ ہر قسم کے زیورات آرڈر پر بھی بنوائیں۔ پرانے زیورات کو نئے میں بھی تبدیل کرواسکتے ہیں۔

ہمارے پتہ جات

Hamburg:
Hinter der Markthalle 2
Near, Thalia Theater Karstedt,
20095 Hamburg,
Tel: 040/30399820

Frankfurt:
S. Gilani,
Tel: 069/685893

دوسری قسط

# سفر مالاوی

## قید اور رہائی

(مقبول احمد ذبیح، سابق مبلغ زمبیا)

### اطلاع یابی کے اثرات

ایک ماہ سے زائد عرصہ ہو گیا۔ مگر مرکز کی طرف سے یا کہیں اور جگہ سے کسی قسم کی کوئی اطلاع نہیں مل رہی تھی۔ یہ حالت بڑی تکلیف دہ تھی۔ ہم دعائیں کرتے رہے۔ پھر بعض خوابوں کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے تسلی دی کہ کچھ ہلچل ہونے والی ہے۔

۲۶ فروری ۸۸ء بروز جمعۃ المبارک مالاوی کے دارالحکومت Lilongwe سے کسی بالا افسر کا ریمانڈ آفس میں فون آیا۔ انہوں نے ہمارے ایڈریس اور کوائف طلب کئے تھے۔ ریمانڈ آفس کے انچارج نے ہمیں بتایا کہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اب تم جلدی رہا کر دئے جاؤ گے کیونکہ اکثر اوقات ایسا ہوتا ہے کہ جب دارالحکومت سے کوئی ہل چل ہوتی ہے تو جلد رہائی کا امکان ہوتا ہے۔

مورخہ ۸ مارچ ۱۹۸۸ء کو صرف مجھے پولیس اپنے دفتر لے گئی ۔ روانگی کے وقت مکرم برادرم حاجیری صاحب کچھ جذباتی سے ہو کر کہنے لگے، تم غیر ملکی ہو اس لئے شاید تم رہا کر دئے جاؤ گے اور مجھے ملکی ہونے کی وجہ سے رہا نہ کیا جائے گا اور پھر نہ معلوم میں کب تک جیل میں پڑا رہوں گا۔ کیونکہ موجودہ حکومت بڑی عجیب ہے۔ میں نے انہیں تسلی دیتے ہوئے کہا کہ آپ فکر نہ کریں خدا تعالیٰ پر بھروسہ رکھیں۔ اگر ایسا ہو تو میں اکیلا ہر گز رہا نہیں ہونگا۔ میں انہیں کہوں گا کہ پہلے میرے ساتھی کو رہا کریں پھر میں ہونگا۔

جاتے ہوئے راستہ میں نائب افسر نے بتایا کہ ہم نے تمہیں صرف اس لئے بلایا ہے کہ آج ہم تم سے صرف تین سوال کریں گے۔ صبح سے شام تک بھوکا بٹھائے رکھا، سوچتا رہا معلوم نہیں کیا سوال کریں گے۔ شام کے بعد نائب افسر نے بلا کر درج ذیل تین سوالات کئے۔

(۱) احمدیت کے بانی کون تھے اور کہاں سے اس مشن کی ابتدائی کی گئی۔

(۲) جماعت احمدیہ کے موجودہ سربراہ کا کیا نام ہے اور کہاں مقیم ہیں؟

(۳) جماعت احمدیہ کی دنیا میں کہاں کہاں شاخیں ہیں؟

خدا کے فضل سے ان سوالات کے تسلی بخش جواب لکھوائے گئے۔ پھر مجھے افسر کے سامنے پیش کیا گیا جس نے مجھ سے لوساکا میں جماعت کے حالات اور ترقی کے متعلق دریافت کیا اور یہ کہ زیمبیا میں کہاں کہاں تمہاری برانچیں ہیں۔

اس کارروائی کے بعد دل میں اطمینان ہوا کہ خدا کے فضل سے حضور پرنور کی دعائیں اور تدبیریں نتیجہ خیز ثابت ہونے والی ہیں۔ اور انشاء اللہ جلدی رہائی ہو جائیگی۔ چنانچہ ۲۷ مارچ کو جبکہ میں شدید بخار کی حالت میں اپنے کمرہ میں لیٹا ہوا تھا اور مکرم حاجیری صاحب بھی پاس بیٹھے ہوئے میری اس حالت کو دیکھ کر پریشان ہو رہے تھے ریمانڈ آفس کے انچارج نے آکر ہم دونوں کو رازدارانہ بتایا کہ تم ۲۹ مارچ کو رہا کر دئے جاؤ گے۔ مگر اس روز پولیس کا کوئی اہل کار فوت ہو گیا اس لئے کوئی نہ آیا۔

۳۰ مارچ کو پولیس کا ایک آدمی آیا اور شدید بخار کی حالت میں مجھے ہسپتال لے گیا وہاں سے دوائی لینے کے بعد جب ہم دوبارہ جیل میں داخل ہو رہے تھے تو میں نے دعا کی کہ یا الٰہی اگر تو چاہے تو ہمیں یہاں سے مستقل طور پر نکال سکتا ہے۔ اور پھر میں بیمار اور کمزور بھی ہوں۔ یہاں کوئی سہولت اور علاج بھی میسر نہیں۔ اے خدا تو ہماری مدد فرما۔

اللہ تعالیٰ نے دعا قبول فرمائی اور اس وقت جبکہ میں بڑے دروازے سے گزر کر اپنے کمرہ میں داخل ہو رہا تھا جیل کے ایک آدمی نے آکر کہا کہ تمہاری رہائی ہو گئی ہے۔ اپنا سامان لے کر آجاؤ۔ یہ خوش خبری سنتے ہی خدا تعالیٰ کا شکر ادا کیا اور کپڑے سمیٹ کر پلاسٹک کے بیگ میں ڈالے اور ساتھی قیدیوں کے ساتھ مصافحہ اور معانقہ کرنے کے بعد میں اور برادرم حاجیری صاحب خوشی اور غم کے ملے جلے جذبات کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہوئے ۳۰ مارچ ۱۹۸۸ء کو قریباً ساڑھے دس بجے صبح جیل کے دفتر پہنچے اور کچھ ضروری کارروائی کرنے کے بعد ہمیں چھ بجے شام رہا کر دیا گیا۔ الحمدللہ۔

ساتھی قیدیوں اور جیل کے بعض افسروں نے ہماری رہائی پر ہمیں مبارک باد دی ۔ دو دن کے بعد میں اور مکرم حاجیری صاحب کچھ تحائف لے کر جیل گئے اور اپنے ساتھی قیدیوں سے مل کر انہیں پیش کئے۔ وہ بہت خوش ہوئے اور اپنی رہائی کے لئے دعا کی درخواست کی۔

رہائی کے وقت پولیس نے مجھے زبانی طور پر وارننگ دی کہ تم دوبارہ یہاں نہیں آسکتے۔ ہمیں احمدیت کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ اگر دوبارہ آؤ تو پھر گرفتار کر لئے جاؤ گے۔ میرے کاغذات اور کرنسی واپس کر دی گئی۔ مگر پاسپورٹ اپنے قبضہ میں رکھا اور کہا کہ جب تک تمہاری روانگی کا فیصلہ نہیں ہو جاتا ہر روز دفتر میں حاضری دیا کرو اور تم حاجیری کے گھر نہیں رہ سکتے کیونکہ وہ سرکاری مکان ہے۔

### نظر بندی

میں نے لمبے ریسٹ ہاؤس میں ایک کمرہ کرایہ پر لے لیا اور یوں میری نظر بندی کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ ۳۱ مارچ کو بخار کی حالت میں مکرم حاجیری صاحب کے ساتھ بذریعہ بس پولیس آفس حاضری کے لئے گیا۔ بمشکل تمام مکرم حاجیری صاحب کا سہارا لے کر دفتر کی سیڑھیاں چڑھ سکا۔ چونکہ یکم تا پانچ اپریل ایسٹر کی چھٹیاں تھیں اس لئے پولیس نے کہا کہ چھٹیوں کے بعد آنا۔ Limbe سے Blantyre دس میل کا فاصلہ بسوں کے ذریعہ کچھ پیدل سفر کرنے کی وجہ سے صحت پر مزید برا اثر پڑا۔ بخار اس قدر تیز ہو گیا کہ معلوم ہوتا تھا کہ یہ میرا آخری وقت ہے۔

چنانچہ ۷ تا ۱۳ اپریل میں کوئین الزبتھ ہسپتال میں زیر علاج رہا۔ مکرم حاجیری صاحب اور سٹانبولی صاحب روزانہ میری بیمار پرسی کو آتے۔ مکرم برادرم حاجیری صاحب نے پولیس کو میرے متعلق اطلاع دے دی تھی کہ وہ بیمار ہے اور ہسپتال میں داخل ہے اور حاضری سے قاصر ہے۔

### حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کا نمائندہ

حضرت سیدی خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ہمیں دعاؤں سے فیض یاب کرنے کے ساتھ ساتھ ازراہ شفقت مکرم الحاج محمد سالم کنگ لیلو صاحب کو تنزانیہ سے عاجز اور مکرم برادرم حاجیری صاحب کی خبر گیری کے لئے اپنے نمائندہ کے طور پر مالاوی بھجوایا۔ مورخہ ۱۲ اپریل ۱۹۸۸ء کو وہ ہسپتال آئے۔ ان سے مل کر بڑی خوشی ہوئی اور دل باغ باغ ہو گیا کہ حضور اقدس نے کمال مہربانی سے اپنے غلاموں پر بے حد کرم نوازی فرماتے ہوئے مکرم کنگ لیلو صاحب کو اپنے نمائندہ کے طور پر بھجوایا۔ ۱۳ اپریل ۱۹۸۸ء کو ہسپتال سے ڈسچارج ہو کر دوبارہ لمبے ریسٹ ہاؤس پہنچا اور بلاک ڈی میں دو کمرے نمبر ۲ اور نمبر ۱۰ (ایک اپنے لئے اور ایک حاجی صاحب کے لئے) کرایہ پر لئے۔ مورخہ ۱۶ اپریل کو حاجی صاحب واپس روانہ ہوئے۔ اب پھر پولیس آفس تک آنے جانے کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ بخار اور کمزوری کی حالت میں ناموافق موسم، تیز اور ٹھنڈی ہوا اور بسوں میں سفر کی وجہ سے کمزوری میری نس نس میں رچ بس گئی تھی۔ پولیس میرے ساتھ عجیب کھیل کھیل رہی تھی۔ انہوں نے سراسر ناجائز طور پر مجھے تنگ کرنے کی ٹھان رکھی تھی۔ یہ رہائی کیا تھی۔ قید سے بھی زیادہ مشکل اور کٹھن وقت تھا۔ ایک تو روزانہ دفتر میں حاضری، دوسرے یہ کہہ کر مجھے پابند کر رکھا تھا کہ کسی وقت بھی پولیس تمہیں ریسٹ ہاؤس میں چیک کر سکتی ہے۔

میں اور برادرم حاجیری صاحب روزانہ پولیس آفس کے چکر لگاتے مگر نتیجہ صفر تھا۔ حضور پرنور کی خدمت میں دعا کے لئے لکھتا رہا۔ بالآخر ۲۶ اپریل کو پولیس افسر نے بتایا کہ ہم نے تمہارا فائنل داخلہ بند کر دیا ہے اور اب تمہارا پاسپورٹ امیگریشن کے پاس ہے۔ میں امیگریشن کے دفتر گیا تو افسر نے بتایا کہ تمہارا پاسپورٹ پہنچ چکا ہے تم اپنی سیٹ OK کروا لو اور ۲۸ اپریل کو پاسپورٹ لے جانا۔ میں اسی وقت فوری طور پر ائر مالاوی کے دفتر گیا تا کہ سیٹ کنفرم کروا سکوں۔ کلرک نے کہا کہ ۲۹ اپریل بروز جمعۃ المبارک Blantyre سے Lilongwe سیٹ او کے ہے۔ مگر لوساکا تک نہیں۔ یہ بھی بتایا کہ اس سے اگلی پروازیں بالکل Full ہیں۔ میں مشکل حالات کی وجہ سے مزید یہاں ٹھہرنا نہیں چاہتا تھا اور پھر حکومت میری کارروائی مکمل بھی کر چکی تھی۔ دعا کی کہ یا اللہ ۲۹ اپریل کو ہی میری سیٹ بک کروا دے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے رات کو ایک خواب کے ذریعہ ایسی خوش خبری دی کہ ساری فکر اور کوفت دور ہو گئی۔

چنانچہ ۲۷ اپریل کو دوبارہ ائر مالاوی گیا۔ جونہی دفتر میں داخل ہوا کلرک نے دیکھتے ہی کہا کہ تمہاری سیٹ لوساکا تک OK ہو گئی ہے۔ میں ٹکٹ لے کر الحمدللہ کا ورد کرتا ہوا امیگریشن آفس پہنچا اور افسر کو اپنا ٹکٹ دکھایا۔ اس نے نہایت ہمدردی ظاہر کی اور کہا کہ کل اپنا پاسپورٹ لے جانا۔ چنانچہ دوسرے دن صبح آٹھ بجے جا کر پاسپورٹ وصول کر لیا۔

میں نے مکرم برادرم حاجیری صاحب اور عزیز حمید سٹانبولی کے ساتھ مل کر پہلے سے پروگرام بنایا ہوا تھا کہ ۲۹ اپریل کو صبح سات بجے وہ ٹیکسی لے کر ریسٹ ہاؤس پہنچ جائیں۔ چنانچہ خاکسار اپنے دونوں ساتھیوں کے ہمراہ ائر پورٹ پہنچا۔ خدا کے فضل و کرم سے براستہ Lolingwe ۲۹ اپریل بروز جمعۃ المبارک تین بجے سہ پہر لوساکا پہنچا۔ مطار پر مکرم برادرم سمیع اللہ صاحب قمر، برادر فضلی یحیٰ اور مکرم عمر جمعہ صاحب آئے ہوئے تھے۔ وہاں سے بذریعہ ٹیکسی چار بجے شام بخیریت اپنے تبلیغی مرکز پہنچ گئے۔ الحمدللہ ثم الحمدللہ۔

### احسانات الٰہی

یوں تو خداوند کریم اپنے فضلوں سے ان چار ماہ کے عرصہ میں اپنے انعامات سے نوازتا رہا ہے۔ اور جلد جیل کی زندگی سے خلاصی ہو گئی۔ ایک شخص نے بتایا تھا کہ مالاوی حکومت قیدی کو چھ ماہ تک جیل میں رکھ کر پھر کوئی کارروائی کرتی ہے۔ قید ہونے کے بعد مکرم برادرم حاجیری صاحب کو طبعًا یہ فکر لاحق ہوئی کہ قید ہو جانے کی وجہ سے مجھے معطل کر دیا گیا ہے اور فیصلہ ہونے تک تنخواہ آدھی رہ جائے گی۔ اب معلوم نہیں ہم کتنا عرصہ یہاں رہیں گے اور پھر یہ خیال بھی شدت پکڑ گیا کہ حکومت میرے بچوں سے مکان بھی لے لے گی اور پھر گاؤں کی زندگی میں جا پڑیں گے اور شاید مجھے حکومت نوکری سے نکال دے گی۔ میں نے انہیں دلاسا دیا اور دعا بھی کی۔ اللہ تعالیٰ کا فضل ہوا کہ دو تین دن کے عرصہ میں مکرم حاجیری صاحب کی بیوی کو ہسپتال میں نوکری مل گئی اور اسی طرح حکومت نے انہیں مکان سے بھی نہ نکالا اس وجہ سے مکرم حاجیری صاحب کو کافی اطمینان حاصل ہوا الحمدللہ۔

باقی صفحہ نمبر 11 پر ملاحظہ فرمائیں

AL-HALAL

Flames Grill

Eat In & Take Away

FREE DELIVERY

within 2-mile Radius
Deliveries until 11.00pm only
Minimum Order £7.00

KEBABS RICE DISHES SOUTHERN FRIED
TANDOORI BURGERS CURRIES

0181-870 9077

165 Merton Road, Southfirlds
London SW18

## ہومیو پیتھی کلاس نمبر (۶۳)

# سٹینم کی علامات اور استعمالات کا تذکرہ

**مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ کے پروگرام "ملاقات" میں ۲۳ جنوری ۱۹۹۵ء کو سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے بیان فرمودہ ارشادات کا خلاصہ**

(یہ خلاصہ ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

(لندن، ۲۳ جنوری ۱۹۹۵ء) سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ کے پروگرام "ملاقات" میں آج ہومیو پیتھی کی کلاس میں سٹینم (STANNUM) کی علامات کا ذکر کرنے کے علاوہ ہومیو پیتھی کے اصولوں کا بھی تفصیلی ذکر فرمایا۔

### سٹینم (STANNUM)

حضور نے فرمایا کہ سٹینم پھیپھڑوں کی بیماریاں جن میں سل کا رجحان پایا جائے، چھاتی کے زخم، دائمی بلغم وغیرہ میں سل دور کرنے والی دواؤں کی ممد و مددگار دوا ہے۔ جہاں بھی سل کی علامتیں پائی جائیں وہاں سٹینم کافی مددگار دوا ثابت ہوتی ہے۔ اور زیادہ گہرا رد عمل پیدا نہیں کرتی۔ جہاں یہ خطرہ ہوتا ہے کہ اگر سل کے مریض کو تیز اور اونچی طاقت میں دوائی دی گئی تو رد عمل میں ہی وہ مارا جائے گا وہاں سٹینم مددگار دوا ثابت ہوتی ہے۔ پہلے سٹینم سے کچھ علاج کرنا چاہئے جب مریض میں کچھ جان پڑ جائے تو پھر سل کی دوسری گہری دوائیں دی جاسکتی ہیں۔

حضور نے فرمایا کہ ٹی۔بی ایک ایسی بیماری ہے جو بھیس بدل کر جسم کے اندر مختلف شکلوں میں موجود رہتی ہے اور بسا اوقات مریض کو پتہ ہی نہیں چلتا کہ ایک بیماری بار بار کیوں ہوتی ہے۔ ہومیوپیتھک محققین نے جو تحقیق کی ہے اس سے پتہ چلتا ہے کہ وہ گہرے اندرونی اثرات جو جسم کی دفاعی طاقتوں کو مفلوج کر دیتے ہیں یا بعض نقصان پہنچادیتے ہیں ان اندرونی اثرات میں ایک سل کا اثر بھی ہے اس لئے وہ اسے دبی ہوئی سل کہہ دیتے ہیں لیکن ضروری نہیں ہے کہ دبی ہوئی بیماری کے شواہد وہاں نظر آئیں۔ بسا اوقات کچھ بھی دکھائی نہیں دیتا مگر علامتوں سے محسوس ہوتا ہے کہ اس میں دبی ہوئی سل کے اثرات ہیں۔ سلی علامتوں کے علاج سے پہلے درمیانہ ہاتھ رکھ کر علاج کرنا ہو تو سٹینم بہترین دوا ہے۔

حضور نے فرمایا کہ سٹینم پیٹ کے کیڑوں کے لئے بھی بہترین دوا ہے۔ پیٹ کے کیڑوں کے لئے دو دوائیں ہیں جن کے متعلق عموماً یہ سمجھا نہیں جاتا کہ مفید ثابت ہونگی۔ ایک سیباڈیلا (SABADILLA) ہے اور دوسری سٹینم۔ میں نے پیٹ کے کیڑوں کے لئے یہ دونوں دوائیں استعمال کی ہیں اور یہ بہت ہی اچھا نسخہ ہے۔ سیباڈیلا کے کیڑوں کا ناک کی اندرونی جھلیوں سے تعلق ہوتا ہے اور وہاں خارش ہوتی ہے۔ سائنا (CINA) کے بارے میں بیان کیا جاتا ہے کہ پیٹ کے کیڑوں پر نمایاں طور پر اثر رکھتی ہے۔ اس میں بھی یہ علامت نمایاں ہے کہ ناک کے سرے پر بیرونی جلد پر خشکی ہوتی ہے۔ یہ عجیب بات ہے کہ انتڑیوں کا کچھ تعلق اندرونی جھلیوں پر اور ناک کے باہر تک دکھائی دیتا ہے۔ بنیادی طور پر یہ بات ہے کہ انتڑیاں جسم کی اندرونی سطح ہے۔ جن بیماریوں کا جسم کی سطحوں سے تعلق ہو تو یہ تعلق اندرونی بھی ہوتا ہے اور بیرونی بھی لیکن بیرونی سطح پر تکلیف دہ چیز دکھائی بھی دیتی ہے اور محسوس بھی زیادہ ہوتی ہے۔ اس لئے عموماً یہ رجحان پایا جاتا ہے کہ بیرونی سطح کی بیماریوں کو دبا دیا جائے اور اس کے نتیجہ میں اندر خواہ کچھ بھی ہو جائے ڈاکٹر اس سے بےخبر رہتے ہیں۔ ہومیوپیتھی میں اس کے بالکل برعکس طرز علاج ہے۔ ہومیوپیتھی میں اندرونی سطح کی بیماریوں کو جب شفا دینے کی کوشش کی جاتی ہے تو بسا اوقات بیرونی جلد پر ابھار نکلتے ہیں۔ بعض دفعہ سخت رد عمل جلد پر ظاہر ہوتا ہے۔ بعض دفعہ ناک میں رد عمل ظاہر ہوتا ہے اور کئی دبے ہوئے نزلاتی اثرات جو دراصل ناک سے تعلق رکھتے تھے مگر ظاہری شفا کے نتیجہ میں وہ اندر منتقل ہوگئے تھے وہ ناک میں دوبارہ ابھر آئیں گے۔ بعض دفعہ جلد کی بیماری کو دبائیں تو ناک پر حملہ ہو جاتا ہے۔ اس کی کئی مثالیں ہیں اور میں نے خود بھی بارہا دیکھا ہے۔ ایک مریض کو جس کے سر پر بہت سخت ایگزیما تھا ڈاکٹروں کی دوائی سے ناک میں شدید بدبودار نزلہ مستقل ٹھہر گیا جو سخت تنگ کرنے والا تھا۔ میں نے جب اس کا علاج کیا تو سر کا ایگزیما واپس آگیا۔ بعض دفعہ انتڑیوں کا علاج کیا تو ایگزیما ظاہر ہوگیا۔ بعض دفعہ رحم کی جھلیوں کا علاج کیا تو ایگزیما باہر نکلا۔ بعض دفعہ گردوں کے علاج کے نتیجہ میں بھی ایگزیما ظاہر ہوا۔ چنانچہ اندر اور باہر کے جو تعلقات ہیں ان پر ہومیو ڈاکٹروں کو نظر رکھنی چاہئے۔ وجہ یہ ہے کہ وہ بیماری جو باہر سے ٹھیک ہو کر اندر منتقل ہو جائے وہ زیادہ خطرناک ہے۔ جو اندر سے ٹھیک ہو اور باہر نکل جائے وہ بہتر علامت ہے۔ مگر باہر رکھ کر اسے پالنا اور علاج کرنا بہت مشکل کام ہے۔ اکثر مریض گھبرا جاتے ہیں کہ اچھے بھلے کو بیمار کردیا حالانکہ ہومیوپیتھک اپنی ذات میں کوئی جلدی بیماری نہیں لگا سکتی کیونکہ ہومیو پیتھی میں اصل زہر کا کچھ بھی باقی نہیں ہوتا۔ اس لئے وہ زہر جو غائب ہوچکا ہے وہ جلد کی بیماری کیسے پیدا کرسکتا ہے۔ ہومیو پیتھی کا اصول یہ ہے کہ اگر علاج درست ہو تو اندرونی سطحوں سے بیماری باہر کی طرف منتقل ہوتی ہے لیکن باہر آکر ٹھیک ہونی چاہئے، ٹھہرنی نہیں چاہئے۔ ہومیو ڈاکٹر کو ایک اور موقعہ ملا ہے کہ بیماری کا صحیح علاج کرے۔ اگر علاج صحیح ہوا تو بیماری اندر بھی نہیں جائے گی اور باہر بھی نہیں رہے گی بلکہ دیکھتے دیکھتے جلد سے دور ہو جائے گی اور مریض شفایاب ہو جائے گا۔

حضور نے فرمایا کہ سٹینم میں بھی بعض ایسی باتیں ہیں جو بیماری کو اندر سے باہر کی طرف منتقل کرتی ہیں بعض جلدی علامتیں ہیں جو پھیپھڑوں کو ٹھیک کرنے کے نتیجہ میں ظاہر ہونگی۔ لیکن سب سے اہم بات یہ ہے کہ یہ کیڑوں کو مار دیتی ہے اور وہ پگھل کر نکل جاتے ہیں۔ اس تعلق میں ایک اور دوائی بھی بہت اہم ہے اس کا نام سلیشیا ہے۔ بعض دفعہ یہ بھی چیزوں کو پگھلا دیتی ہے۔ یہ اس کا غیر معمولی مزاج ہے کہ جسم میں کوئی بھی بیرونی چیز داخل ہو جائے یہ اس کے خلاف شدید رد عمل ظاہر کرتی ہے۔ گویا اس کا اس نظام دفاع سے گہرا تعلق ہے جو خدا تعالیٰ نے بنایا ہوا ہے اور اسے ہر بیرونی حملے پر بیدار ہوکر مقابلہ کرنے کی صلاحیت بخشی گئی ہے اور یہ نظام دفاع اللہ تعالیٰ نے آغاز زندگی سے بنا رکھا ہے اور زندگی کی بڑھتی ہوئی ضرورتوں کو پورا کرنے کے لئے ترقی کرتا رہا ہے۔ انسانی زندگی میں پہنچ کر اس میں غفلت کے آثار نمایاں ہونے شروع ہوئے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ انسانی دماغ نے مریضوں کی مدد کے لئے کئی کئی طریقے ایجاد کرلئے اور جوں جوں مرض کی بیرونی مدد ہوتی گئی اندرونی نظام اسی حد تک غافل ہوتا گیا۔ مثلاً اگر کسی انسان کو کانٹا چبھ گیا اور ٹوٹ کر جسم میں رہ گیا تو اس نظام دفاع کو خود بخود اسے باہر نکال دینا چاہئے۔ جانوروں کے کانٹے کوئی بھی نہیں نکالتا۔ معمولی سی سوجن ہوتی ہے، پیپ بنتی ہے اور کانٹے کو باہر نکال پھینکتی ہے سوائے اس کے کہ بہت خطرناک چیز ہو ورنہ جانور خود ہی اپنا علاج کر لیتے ہیں۔ انسانوں میں رفتہ رفتہ بیرونی مدد کے سہارے کی عادت پڑگئی اور جسم از خود ان بیماریوں کے احساس کے لئے جاگتا نہیں۔ تکلیف کا احساس بیماری کی شعوری اطلاع ہے۔

حضور نے فرمایا کہ انتڑیوں میں کیڑے کیوں پیدا ہوتے ہیں اس کی بہت سی وجوہات ہیں۔ جانور اور انسان ایک وقت میں ایک ہی جگہ سے پانی پیتے تھے جو گندا اور خطرناک ہوتا تھا۔ جانوروں پر اس کا کوئی اثر نہیں ہوتا اس کی وجہ یہ ہے کہ جراثیم تو ہیں لیکن چونکہ جانوروں نے لمبا عرصہ خود دفاع کی صلاحیت حاصل کی ہے اس لئے ان کا دفاع مضبوط ہے لیکن اس کے بالمقابل انسان نے اپنا علاج خود کرنا چاہا ہے۔ اس کے بعد سے جسم خاموش ہوگیا ہے۔ سلیشیا اس احساس کو دوبارہ زندہ کرتی ہے اور جسم میں داخل ہونے والے ہر بیرونی مادے کے خلاف رد عمل دکھاتی ہے اور اسے باہر نکال دیتی ہے۔

سٹینم کی ایک اور علامت متلی بھی ہے۔ کھانا پکانے کی بو سے متلی ہوتی ہے منہ کا مزہ کڑوا ہو جاتا ہے۔ معدہ خالی ہونے کا احساس رہتا ہے اور خالی پن کے احساس کے ساتھ تشنج بھی ہوتا ہے۔ کمزوری کا احساس غالب ہوتا ہے خصوصاً سینے میں زیادہ کمزوری محسوس ہوتی ہے بات کرنا بھی مشکل لگتا ہے۔ خشک کھانسی اٹھتی ہے جو ہنسنے، بولنے اور گانے سے بڑھ جاتی ہے۔ سٹینم کا مریض ہمیشہ تھکا ہوا رہتا ہے اور رفتہ رفتہ بڑھتی ہوئی کمزوری کا احساس ہوتا ہے۔ موسم کی تبدیلی کو بہت شدت سے محسوس کرتا ہے۔

حضور ایدہ اللہ نے ہومیو دوا کے اثرات کا ذکر کرتے ہوئے مختلف طاقتوں میں سلیشیا، سلفر، آرسنک اور رسٹاکس وغیرہ کے اثرات کی مثالیں بھی بیان فرمائیں۔ حضور نے فرمایا کہ ہمارے جسم اور دماغ کے درمیان روح کا جوڑ ہے۔ اس کو ہومیو دوا پیغام دیتی ہے۔ اگر پیغام صحیح ہے تو جہاں روح ضروری سمجھے گی رد عمل دکھائے گی۔

حضور نے فرمایا کہ انسانی جسم میں کروڑہا سپاہی دفاعی ہتھیاروں کی صلاحیت رکھتے ہیں جب پتہ چلتا ہے کہ جسم کے فلاں حصے میں فلاں دفاع چاہئے تو وہ اپنے سیل (CELL) بھیجتا ہے۔ وہ جاکر جائزہ لیتے ہیں اور واپس آکر پیغام دیتے ہیں کہ فلاں حملہ آور ہے یہ اس کی علامات ہیں۔ اس کے علاج کا پھر انتظام کیا جاتا ہے۔ وہ سپاہی دفاع بھی کرتے ہیں اور وہیں قربان بھی ہو جاتے ہیں۔

ہومیو پیتھی کا مطلب ہے کہ پیغام رسانی کا پیغام مستعد ہونا چاہئے پتہ لگے کہ بیماری کی یہ شکل ہے پھر پیغام کامیاب ہو جاتا ہے۔

## بقیہ:۔ سفر مالاوی

جب ہم رہا ہوئے تو اس کے چند ماہ بعد مکرم حاجیری صاحب بحال کر دئے گئے اور تمام بقایا جات بھی مل گئے الحمد للہ علیٰ ذالک۔

مکرم حاجیری صاحب نے مجھے بتایا کہ آج سے کئی سال قبل میں نے خواب میں دیکھا کہ آسمان سے ایک نہایت خوبصورت اور قیمتی خلعت نازل ہو رہا ہے۔ جسے حاصل کرنے کے لئے لوگ اس کی طرف دوڑے چلے جا رہے ہیں۔ میں بھی اسے پانے کے لئے اس کی طرف دوڑ رہا ہوں۔ خوش قسمتی سے وہ خلعت میرے ہاتھ لگ گئی ہے۔ یہ بیان کرنے کے بعد انہوں نے کہا خدا کے فضل سے آج یہ خواب شاندار طور پر پوری ہو رہی ہے۔ اور یہی وہ خلعت ہے جو خدا نے اب مجھے پہنائی ہے۔ ذالک الفضل من اللہ۔

ایک روز بعض نئے قیدی جیل میں آئے ان میں سے چار اشخاص نے ہمیں بتایا کہ پولیس افسر نے ہمیں کہا ہے کہ ایک انڈین کو بھی بند کیا ہوا ہے۔ اب وہ وہیں گل سڑ جائے گا اور کبھی رہا نہیں ہو سکے گا۔ وہ خدا خدا کرتا پھرتا ہے۔ پولیس میں خدا کا کوئی تصور نہیں ہے۔ وہ افسر نہایت متکبرانہ رویہ اختیار کئے ہوئے تھے۔ جب میں نے سنا تو میرے دل میں یقین پیدا ہوا اور میں نے پورے وثوق سے ان قیدیوں کو کہا کہ اب اللہ تعالیٰ ہماری ضرور مدد کرے گا اور ہم انشاء اللہ بہت جلد رہا ہو جائیں گے اور غرور کا سر نیچا ہو گا۔ چنانچہ اس کے چند روز بعد اسی افسر کے ہاتھوں خدا کے فضل سے ہم رہا ہو گئے۔ الحمد للہ علیٰ ذلک۔

## برادرم حاجیری صاحب

آپ کا پورا نام آشم چیڈا حاجیری (Ashim Chida Hajiri) ہے۔ جسے مخفی کر کے A. C- Hajiri لکھتے ہیں۔ ان کا گاؤں مالاوی کے شمال کی طرف تنزانیہ کی سرحد کے ساتھ واقع ہے۔ عمر تقریباً ۵۰ سال ہے۔ دنیاوی تعلیم کے ساتھ ساتھ دینی تعلیم کا بھی انہیں بچپن سے شوق رہا ہے۔ احمدیت قبول کرنے کے بعد انہوں نے اپنی ملازمت کے دوران تبلیغ کا سلسلہ بھی جاری رکھا۔ تعلیم مکمل کرنے کے بعد ٹیچر ٹریننگ کا کورس کر کے محکمہ تعلیم سے منسلک ہو گئے۔ ایک عرصہ سے یہ لمبے ہائی سکول میں بطور سینئر ٹیچر کام کر رہے ہیں۔ بڑے مخلص، تعلیم یافتہ، ہنس مکھ اور ملنسار احمدی ہیں۔ ان کو صد سالہ جشن کے ضمن میں منتخب قرآنی آیات، منتخب احادیث اور منتخب ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا اپنے ملک کی دو زبانوں Yad اور Chechewa کا ترجمہ مکمل کرنے کی توفیق ملی اور ماشاء اللہ یہ کتابیں چھپ کر قبول عام حاصل کر چکی ہیں۔

جلسہ سالانہ یو کے ۱۹۹۵ء کے مبارک موقعہ پر انہیں لنڈن جا کر سیدنا حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے پہلی بار ملاقات کا شرف حاصل ہوا اور جلسہ کی برکات سے بھی فیض یاب ہوئے الحمد للہ۔

اب خدا کے فضل سے مالاوی میں احمدیت کے حق میں فضا بہت حد تک سازگار ہے۔ عزیز محیی شانبولی اب باقاعدہ بطور معلم اپنے ملک میں کام کر رہے ہیں۔ مکرم حاجیری صاحب کی ترقی ہو گئی ہے اور وہ کسی کالج میں بطور پروفیسر تعینات کئے جا رہے ہیں۔

خداوند تعالیٰ ان کی کوششوں میں بڑی برکت ڈالے اور احمدیت کو مستحکم فرما کر مالاوی میں باقاعدہ مرکز قائم فرما دے۔ اور جوق در جوق لوگوں کو احمدیت قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

# آسٹریلیا کی خلائی تحقیقات میں پیش رفت

(چوہدری خالد سیف اللہ خان)

آسٹریلیا نے کینبرا کے نزدیک ایک رصدگاہ تعمیر کی ہے جس نے کچھ عرصہ قبل کام کرنا شروع کر دیا ہے۔ یہ رصدگاہ ایک بین الاقوامی منصوبہ کا حصہ ہے جس کا مقصد یہ معلوم کرنا ہے کہ آیا یہ کائنات جو ایک بڑے دھماکہ (Big Bang) کے نتیجہ میں وجود میں آئی تھی اور اس وقت سے دھماکہ کی قوت کے زیر اثر ہر آن پھیلتی چلی جارہی ہے کیا یہ ہمیشہ ایسے ہی پھیلتی رہے گی یا کبھی ایسا وقت بھی آئے گا جب کائنات میں بکھرے ہوئے بے پناہ مادہ کی کشش ثقل پھیلاؤ پیدا کرنے والی قوت پر غالب آجائے گی اور پھر اپنے آغاز کی طرح ایک نقطہ پر مرکوز ہو جائے گی جس طرح کہ بگ بینگ سے پہلے تھی۔ اس واپسی کے عمل کو آسٹریلیا کے سائنس دانوں نے Big Bang کو الٹا کر- Gnab Gib کا نام دیا ہے جبکہ دوسرے سائنس دان اس کو Big Squeez یا Big Crunch کا نام دیتے ہیں۔ آسٹریلیا کے سائنس دان کہتے ہیں ہمارا دھرا ہوا نام دوسرے ناموں سے کم نہیں۔

اس غرض کے لئے سائنس دان کائنات کے آخری معلوم کنارے پر واقع دس ستاروں کا مشاہدہ و معائنہ کر رہے ہیں جن میں سے ایک کا نام انہوں نے ۱۹۹۵ k رکھا ہے اور چھ ارب سال پہلے بگ بینگ کے نتیجہ میں وجود میں آیا تھا۔ اتفاق کی بات ہے کہ اس کی روشنی ایک لاکھ چھیاسی ہزار میل فی سیکنڈ کی رفتار سے سفر کرتی ہوئی اب زمین پر پہنچی ہے اور وہ اس طرح نظر آرہا ہے جس طرح چھ ارب سال پہلے اپنی پیدائش کے وقت تھا گویا سائنس دان ایک ستارے کی پیدائش کا نظارہ کر رہے ہیں۔ اس وقت وہ کیا ہے اور کیسا ہے وہ وہی دیکھ سکتا ہے جو چھ ارب سال بعد زمین پر سے مشاہدہ کرے گا بشرطیکہ تب تک ہماری زمین رہی تو جس کا امکان بہت کم ہے۔ یہی حال دوسرے ان گنت ستاروں کا ہے۔ جو کچھ آج ہم دیکھتے ہیں پتہ نہیں ان پر کتنا عرصہ گزر چکا ہوگا۔ اگر سورج پر کوئی دھماکہ ہو تو ہمیں نو منٹ بعد دکھائی دے گا۔ (غالب شاید سائنس دان بھی تھا جس نے کہا تھا۔

ہیں کواکب کچھ نظر آتے ہیں کچھ
دیتے ہیں یہ بازی گر دھوکہ کھلا)

بہرحال سائنس دانوں کی ٹیم کائنات کے انتہائی دور کنارہ پر واقع Supernovae یعنی جلتے ہوئے ستاروں کا مشاہدہ کر رہے ہیں تا یہ معلوم کریں کہ کہکشائیں کس رفتار سے ایک دوسرے سے پرے ہٹ رہی ہیں۔ سپرنووا K ۱۹۹۵ بھی ایک کہکشاں کا حصہ ہے یہ سورج سے بھی دس کروڑ گنا زیادہ روشن ہے لیکن بوجہ دوری کے اس کی جو روشنی ہم تک پہنچتی ہے وہ اس روشنی سے بھی چالیس لاکھ گنا کم ہے جو ہماری ننگی آنکھ دیکھ سکتی ہے۔ لہذا اس کو دیکھنے کے لئے طاقتور دوربینوں کی ضرورت ہے۔

جہاں تک ہمارے اپنے سورج کا تعلق ہے سائنس دانوں کا اندازہ ہے کہ یہ مزید پانچ ارب سال تک روشنی دے گا اور پھر اس کا تیل (یعنی اس کے اندر ہونے والا نیوکلائی عمل) ختم ہو جائے گا اور یہ چراغ بجھ جائے گا۔ (لہذا جو کام نبٹانے ہیں ابھی روشنی ہے جلدی جلدی نپٹا لیں)۔ لیکن سائنس دان کہتے ہیں زمین کے باسیوں کو فکر کی ضرورت نہیں۔ اس وقت تک انسان یا تو ارتقاء کے عمل کے نتیجہ میں بدلتے ہوئے ماحول کے ساتھ بدلتا ہوا کسی دوسری مخلوق کی صورت میں بدل چکا ہوگا یا مٹ چکا ہوگا۔ پانچ ارب سال پہلے بھی وہ آج جیسا انسان کب تھا بلکہ صرف امیبا (Amoeba) تھا یعنی ایک ہی خلیہ (Cell) والا ایسا جاندار تھا جو صرف خوردبین سے نظر آسکتا تھا۔ وہ آنکھوں سے مخفی ایک مخلوق تھی جو تازہ پانی، گیلی مٹی یا دوسرے جانداروں کے ساتھ چمٹ کے پلتا تھا۔ ایسے ہی پانچ ارب سال بعد بھی ممکن ہے وہ آنکھوں سے مخفی کسی اور طرز کی مخلوق میں بدل چکا ہو جو آکسیجن وغیرہ سے بے نیاز خلا اور وقت (Space & Time) کی وسعتوں میں اڑتا پھرتا ہو۔ کون جانے کیا ہو۔

قرآن کریم سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان کے وجود میں آنے سے قبل زمین پر ایک مخفی مخلوق (جن) پیدا کی گئی تھی جو اس وقت کے گرم ماحول سے مناسبت رکھتی تھی (۱۵: ۲۷، ۲۸)۔

قرآن کریم سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کائنات کو پیدائش کے بعد وسعت دے رہا ہے جیسے فرمایا "والسماء بنینٰھا باید و انا لموسعون" (۵۱: ۴۸) اور ہم نے آسمان کو قوت کے ساتھ بنایا اور ہم ہی اسے وسعت دینے والے ہیں۔

کائنات کو اس کے پھیلاؤ کے بعد پھر سے سمیٹنے اور اس کی صف کو لپیٹنے کے بارہ میں اس قادر مطلق نے فرمایا "یوم نطوی السماء کطی السجل للکتب۔ کما بدانا اول خلق نعیدہ۔ وعداً علینا۔ انا کنا فاعلین" (۲۱: ۱۰۵) یعنی جس دن آسمان کو ہم اس طرح لپیٹ دیں گے جس طرح ہم نے پیدائش کو پہلی دفعہ شروع کیا تھا اسی طرح اس کو پھر دہرائیں گے۔ یہ ہم نے اپنے اوپر لازم کر رکھا ہے۔ ہم ایسا ہی کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔

سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم۔ سچ ہے تیری قدرت کا کوئی بھی انتہا پاتا نہیں۔ کس سے کھل سکتا ہے پیچ اس عقدہ دشوار کا۔

سائنس کی دنیا

# حرارتی عکس یا Thermal Image

(آصف علی پرویز)

اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کو بہت ساری چیزیں ایسی عطا فرمائی ہیں جو اسے ہر دوسرے شخص سے ممتاز اور منفرد کرتی ہیں۔ مثلاً ہر شخص کی انگلیوں کے نشان دوسرے سے مختلف ہیں اسی طرح ہر شخص کی پتلیوں کے نقوش دوسرے سے مختلف ہیں۔ اسی طرح ہر انسان کے D.N.A. بھی دوسرے سے مختلف ہیں۔ اب سائنس دانوں نے ایک اور چیز دریافت کی ہے جو ہر انسان میں منفرد ہے۔ اسے انگریزی میں Thermal Image کہا گیا ہے۔ ہر انسان کے چہرے سے حرارت کی لکیریں نکلتی ہیں جنہیں Infra-red rays کہتے ہیں۔ یہ لہریں ہر وقت خواہ گرمی ہو یا سردی ہو چہرے سے نکلتی رہتی ہیں۔ بعض خاص کیمروں کے مدد سے ان شعاؤں کو تصویر کی شکل دی جا سکتی ہے۔ اس تصویر کو "حرارتی عکس" (Thermal Image) کا نام دیا گیا ہے۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ دو جڑواں بچے جو خواہ ایک سیل (Cell) سے ہی بنے ہوں اور جن کے چہرے حیرت انگیز طور پر ایک جیسے ہوں ان کا "حرارتی عکس" بھی دوسرے سے مختلف ہوتا ہے۔ اگرچہ ورزش کرنے کے بعد ان شعاؤں کی تعداد میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ لیکن بنیادی طور پر "حرارتی عکس" میں کوئی نمایاں تبدیلی نہیں ہوتی۔

سیکورٹی کے ماہر سائنس دانوں اور انجینئرز نے اس خوبی کو ایک خاص انداز میں استعمال کرنے پر تجربات کئے ہیں۔ بعض عمارات مثلاً دفاع اور وزارت خارجہ کی عمارتیں یا اہم ترین بینکوں میں سیکورٹی کے نظام کو بڑا محفوظ بنایا جاتا ہے تاکہ کوئی غیر متعلقہ شخص ان میں داخل نہ ہو سکے۔ سائنس دانوں نے ان تمام افراد کی جنہیں ان عمارتوں میں داخل ہونے کا اجازت نامہ حاصل ہے "حرارتی تصاویر" کمپیوٹر کے دماغ میں محفوظ کیں۔ جونہی کوئی شخص اس عمارت میں داخل ہونے کی کوشش کرے تو حرارت والی تصاویر ایک خاص کیمرہ سے کھینچ کر کمپیوٹر کو دی جاتی ہیں۔ کمپیوٹر اس تصویر کا دماغ میں محفوظ تصاویر سے مقابلہ کرتا ہے۔ اگر تصاویر ایک جیسی ہوں تو دروازہ خود بخود کھل جاتا ہے، وگرنہ کمپیوٹر ایسے شخص کو عمارت میں داخل ہونے کی اجازت نہیں دیتا اور اس کے لئے دروازہ نہیں کھلتا۔

—○○—

# Ski Jump

Ski Jump مغربی ممالک، بالخصوص ان ملکوں میں جہاں برف بکثرت پڑتی ہے، کے کھلاڑیوں کی ایک پسندیدہ کھیل ہے۔ اس میں کھلاڑی ایک خاص بلندی سے برف کی تیار کردہ ڈھلوان پر پھسلتا ہے۔ پھسلنے کے دوران اس کی رفتار تقریباً ۸۰ میل فی گھنٹہ تک پہنچ جاتی ہے۔ اس کے بعد کھلاڑی لمبی چھلانگ لگاتا ہے اور ایک پرندہ کی طرح اڑتے ہوئے برف پر اترتا ہے۔ جو کھلاڑی سب سے لمبی چھلانگ لگاتا ہے وہ بالآخر انعام کا مستحق قرار پاتا ہے۔

چھلانگ کے دوران کھلاڑی اپنے جسم کو اس انداز میں رکھتا ہے کہ ہوا کی رگڑ کی وجہ سے اس کی رفتار آہستگی سے کم ہو تاکہ اس کی "اڑان" زیادہ سے زیادہ طویل فاصلہ طے کر سکے۔ انگریزی میں اسے Airodynamic Shape کہا جاتا ہے جس میں اس کے پاؤں کے ساتھ بندھی ہوئی Ski ایک خاص کردار ادا کرتی ہے۔ اس کھیل کے کوچ کھلاڑیوں کو زیادہ سے زیادہ Airodynamic Shape میں لانے کے لئے مشق کرواتے ہیں۔ اس مشق کو بہتر بنانے کے لئے اب ان ماہرین نے بعض ہوا والی سرنگوں یعنی Wind Tunnel کا استعمال کرنا شروع کیا ہے۔ اگرچہ یہ Wind Tunnel اس مقصد کے لئے بنائی گئی تھیں کہ کاروں اور جہازوں کے پرزوں کے ڈیزائن میں مدد کریں تاکہ انہیں زیادہ سے Airodynamic بنایا جائے جس سے پیٹرول کے استعمال کی بچت ہو۔

کھلاڑی کو ان Wind Tunnel میں لٹکایا جاتا ہے اور پھر تقریباً ۱۰۰ میل کی رفتار سے ہوا بڑے بڑے پنکھوں کی مدد سے ان پر پھینکی جاتی ہے۔ ایک کیمرہ کی مدد سے کھلاڑی کی تصاویر ایک کمپیوٹر کو مہیا کی جاتی ہیں۔ کمپیوٹر معلومات کو لینے کے بعد ان کا تجزیہ کرتا ہے اور کھلاڑی کو زیادہ سے زیادہ Airodyna-mic شکل اختیار کرنے کے لئے ہدایات دیتا ہے۔ ان ہدایات کو اپنا کر کھلاڑی اس بات کی مشق کرتا ہے کہ جب وہ Ski کرتے ہوئے چھلانگ لگائے تو اسے اپنے جسم اور اپنی Ski کو کس شکل میں رکھنا ہوگا۔


## خریداران الفضل سے گذارش

کیا آپ نے نئے سال کا چندہ خریداری ادا کر دیا ہے؟
اگر نہیں تو براہ کرم اپنی مقامی جماعت میں اس کی ادائیگی فرما کر رسید حاصل کریں اور اپنے ملک کے مرکزی شعبہ اشاعت کو مطلع کریں۔ رسید کٹواتے وقت اپنا AFC نمبر ضرور درج کروائیں۔ شکریہ (مینیجر)



**Kenssy**

Fried
Chicken

TELEPHONE 0181-539 3773
589 HIGH ROAD,
LEYTONESTONE,
LONDON E11 4PB

PROPRIETOR: MASOOD HAYAT


دیانت اور امانت کے اعلیٰ مقام تک ان (واقفینِ نو) بچوں کو پہنچانا ضروری ہے
(حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع)

## ساری ہمت اور قوت تبدیل اخلاق میں صرف کرو

ہماری جماعت میں شہ زور اور پہلوانوں کی طاقت رکھنے والے مطلوب نہیں بلکہ ایسی قوت رکھنے والے مطلوب ہیں جو تبدیل اخلاق کے لئے کوشش کرنے والے ہوں یہ ایک امر واقعی ہے کہ وہ شہ زور اور طاقت والا نہیں جو پہاڑ کو جگہ سے ہٹا سکے۔ نہیں نہیں، اصلی بہادر وہی ہے جو تبدیل اخلاق پر مقدرت پاوے۔ پس یاد رکھو کہ ساری ہمت اور قوت تبدیل اخلاق میں صرف کرو۔ کیونکہ یہی حقیقی قوت اور دلیری ہے۔

(حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ)

# تبصرہ بر تقاریر غیر مسلم مقررین بموقعہ جلسہ اعظم مذاہب لاہور

(صوفی محمد اسحاق مبلغ سلسلہ)

## جناب ماسٹر درگا پرشاد صاحب
### پریذیڈنٹ آریہ سماج لاہور و ممبر مجلس کمیٹی منتظمہ جلسہ مذاہب

جناب ماسٹر درگا پرشاد صاحب نے اپنی تقریر کے شروع میں ہی اپنی کم علمی کا اعتراف بدیں الفاظ کیا ہے "میں وید شاستر جاننے کا دعویٰ نہیں کرتا کیونکہ مجھ میں اس قدر علم نہیں جس قدر ہونا چاہئے"۔ لیکن اس کے باوجود آپ نے جلسہ سے تعلق رکھنے والے پانچوں سوالوں کا جواب دینے کی کوشش کی ہے اور اس لحاظ سے آپ باقی مقررین سے ضرور ممتاز ہیں۔ اب نمبروار آپکے جوابوں پر مختصر تبصرہ پیش کیا جاتا ہے۔

سوالنمبر ۱: انسان کی بدنی، اخلاقی اور روحانی حالتیں جنہیں آپ نے صفات قرار دیا ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ شاستر میں لکھا ہے کہ آدمی مرکب پانچ کوش (طبقات) کا ہے لیکن بیان کرتے وقت آپ نے چھ کوش کا ذکر کیا ہے۔ عناصر اربعہ یعنی آگ، پانی، مٹی اور ہوا تو سب کو معلوم ہیں۔ اسی طرح حواس خمسہ یعنی باصرہ، سامعہ، شامہ، ذائقہ اور لامسہ بھی سب کو معلوم ہیں۔ جناب ماسٹر صاحب نے ان کو زیادہ سے زیادہ گڈمڈ کردیا ہے۔ انسان کی بدنی، اخلاقی اور روحانی حالتوں سے ان کا واضح رشتہ اور تعلق بیان کرنے میں آپ کامیاب نظر نہیں آتے۔

آپ نے اپنی تقریر میں عبادت کو پانچویں نمبر پر رکھا ہے، حالانکہ عبادت کا تعلق عبودیت سے ہے اور عبودیت کو ربوبیت سے اس قدر گہرا تعلق ہے کہ اسے اول نمبر پر رکھنا چاہئے جیساکہ قرآن شریف فرماتا ہے "وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون"۔ چنانچہ ماسٹر صاحب نے خود بھی اپنی بیان کردہ پانچویں کوش یعنی آنندمیٔ کوش (طبق سرور) میں پہلی قسم ستوگن (معرفت ذات باری) کو قرار دیا ہے۔ جب معرفت ذات باری کو بقول انکے اولیت حاصل ہے تو پھر عبادت کو بھی اولیت ملنی چاہئے کیونکہ تمام انبیاء کو عبادت کے ذریعہ ہی معرفت ذات باری نصیب ہوئی تھی۔

جناب ماسٹر صاحب نے اسی سوال کے ضمن میں ایک دعویٰ بلا دلیل بھی کیا ہے کہ "پرمیشور کی تلاش میں سچا شوق ہو تو وید مقدس اور اپنیشد پڑھے" کیا فی زمانہ آریوں میں سے کوئی ایک فرد بھی یہ دعویٰ کرسکتا ہے کہ اسے معرفت الٰہی حاصل ہے؟ اگر آریوں میں سے کسی ایک کو بھی یہ دعویٰ نہیں تو یا تو آریوں کو معرفت الٰہی کا شوق ہی نہیں اور یا پھر شاستر اور اپنیشد اس قابل ہی نہیں کہ وہ کسی کو معرفت ذات باری سے ہمکنار کرسکیں۔ پس یہ دعویٰ بلا دلیل ہے۔

سوال نمبر ۲: انسان کی زندگی کے بعد کی حالت یعنی عقبیٰ۔ اس سوال کا جواب دیتے ہوئے ماسٹر درگا پرشاد صاحب نے پرمیشور کی طرح روح کو بھی ازلی اور ابدی قرار دیا ہے جو صریحاً شرک فی الذات ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "لیس کمثلہ شیئی"۔ اگر روحوں کو بھی ازلی اور ابدی تسلیم کرلیا جائے تو پھر انہیں اللہ تعالیٰ کے تصرف سے بھی باہر ماننا پڑتا ہے جو بالبداہت باطل ہے۔

جناب ماسٹر صاحب فرماتے ہیں کہ مرنے کے بعد روح کی نئی حالت شروع ہوتی ہے اور وہ حالت ترقی پذیر ہوتی ہے۔ لیکن آریوں کے عقیدہ کے مطابق تناسخ اس کا مؤید نہیں بنتا کیونکہ انکے عقیدہ کے مطابق کتے بلے اور سور وغیرہ یہ سب گذشتہ اعمال کا نتیجہ ہیں تو پھر انسان سے حیوان بننا ترقی تو نہ ہوا یہ تو ترقی معکوس ہے۔ اب یہ کیسے ممکن ہے کہ کوئی حیوان ایسا عمل کرے جس سے وہ پھر انسان بن سکے۔

جناب ماسٹر صاحب فرماتے ہیں کہ ہمارے شاستر میں ایسا کہیں نہیں لکھا کہ صرف ایک بار ہی زندگی عطا ہوتی ہے بلکہ لکھا ہے کہ وہ ۳۶ ہزار پیدائش تک رہ ہے۔ یہ بھی ایک ایسا دعویٰ ہے جس کو عقلاً ثابت نہیں کیا جاسکتا۔ اس کے برعکس قرآن کریم کہتا ہے کہ اس زندگی کے بعد انسان کو آخرت میں ایک اور روحانی زندگی عطا ہوتی ہے جو دائمی اور ابدی ہے اور سب الہامی نوشتے اسی کی تائید کرتے ہیں۔

سوالنمبر ۳: جناب ماسٹر صاحب اپنی تقریر میں دعویٰ کرتے ہیں کہ نیک کرموں سے ایشور کا گیان حاصل نہیں ہوتا۔ یہ کس قدر عجیب دعویٰ ہے اگر نیک بن کر بھی کوئی خدا کی معرفت حاصل نہیں کرسکتا تو پھر نیک اعمال انسان کیوں بجا لائے گا؟ حقیقت یہ ہے کہ نیک اعمال سے انسان کو طہارت نفس حاصل ہوتی ہے اور طہارت نفس کے بعد ہی انسان خدا تعالیٰ کا مقرب بن سکتا ہے۔ اسی لئے بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ فرماتے ہیں

کوئی اس پاک سے جو دل لگاوے
کرے پاک آپکو تب اس کو پاوے

ماسٹر صاحب مزید فرماتے ہیں کہ وہ لوگ جو گیان سے سیر ہو جاتے ہیں اور تمام خواہشوں سے بری ہوجاتے ہیں وہ پرمیشور میں جو ہر جگہ موجود ہے، غائب ہو جاتے ہیں جس طرح کہ پرند آسمان میں غائب ہو جاتے ہیں۔ یہ بھی ایک عجیب دعویٰ ہے۔ پرندہ آسمان میں اڑتا ضرور ہے لیکن بالآخر وہ زمین پر ہی واپس آتا ہے۔ یہی حال اہل اللہ کا ہوتا ہے کہ وہ ذات باری کی معرفت کے بعد دنیا سے نکل نہیں جاتے اسی لئے رھبانیت کی اسلام میں اجازت نہیں ہے۔ دنیا میں رہ کر دنیاوی اشغال بجالاتے ہوئے پھر بھی عبادت کے ذریعہ خدا تعالیٰ کی معرفت حاصل کرنا یہ انسانیت کا کامل معراج ہے جو ہمارے ہادی حضرت محمد مصطفیٰ ؐ کو بدرجہ اتم حاصل ہوا۔

سوالنمبر ۴: کرم یعنی اعمال کا اثر دنیا اور عاقبت میں کیا ہوتا ہے؟

جناب ماسٹر صاحب فرماتے ہیں۔ کرم تین طرح کے ہیں۔ سچیت یعنی پہلی زندگی میں کئے ہوئے ان میں سے ہر ایک تین قسم پر منقسم ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ انکی تفصیل بیان نہیں ہوسکتی۔ یہ تفصیل صرف شاستر پڑھنے سے معلوم ہوسکتی ہے۔ گویاکہ "نہ نو من تیل ہوگا نہ رادھا ناچے گی"۔ شاستر جس زبان میں لکھے ہوئے ہیں اس کو سوائے چند ہندو مذہبی لیڈروں کے کون ہے جو اس کو جانتا ہو؟ اسی لئے جناب ماسٹر صاحب خود ہی فرماتے ہیں کہ "یہ حکیمانہ مسئلہ عام فہم میں نہیں آسکتا"۔

سوالنمبر ۵: علم یعنی گیان اور معرفت کے ذرائع کیا ہیں؟

جناب ماسٹر صاحب فرماتے ہیں "ہمارے شاستر کی رو سے علم کا مخرج اور علم کا دنیا پر ظاہر ہونا وید مقدس سے ہے"۔ "مرگ وید انسان کے کتب خانہ میں سب سے پرانی کتاب ہے"۔ کسی کتاب کا سب سے پرانا ہونا اس کے اصلی دھرم ہونے کی دلیل کیسے بن سکتی ہے۔ یہ تو سلسلہ ارتقاء کے خلاف بات ہے۔ پھر وید مقدس کی زبان سنسکرت کو جاننے والے دنیا میں کتنے لوگ ہیں؟ اگر مذہب سب بنی نوع انسان کے فائدہ کے لئے ہے تو پھر اس کا ایسی زبان میں ہونا ضروری ہے جسے عام لوگ سمجھ سکیں نہ کہ معدودے چند آدمی اسکے اجارہ دار بن جائیں۔

جناب ماسٹر صاحب نے اس ضمن میں مزید فرمایا کہ انسان کا ہادی صرف عقل ہے۔ یہ بھی ایک ناقص دعویٰ ہے۔ عقل تو صرف یہ بتاتی ہے کہ اس دنیا کا کوئی خالق و مالک ہونا چاہئے لیکن یہ کہ وہ فی الواقعہ موجود ہے اس بارہ میں عقل راہنمائی نہیں کرتی ہے۔

مندرجہ بالا پانچوں سوالوں کے جوابات پر مختصر تبصرہ کے بعد میں یہ بتانا ضروری سمجھتا ہوں کہ جناب ماسٹر صاحب نے جن باتوں کے متعلق کسی رنگ میں بھی کوئی اظہار خیال نہیں کیا اور جو انکے مذہب کی رو سے امتیازی شان رکھتی ہیں۔ وہ ہیں۔

(۱) نیوگ۔ (۲) رسم ستی۔ (۳) تناسخ۔ (۴) قدامت روح و مادہ۔ (۵) ذات پات کی تقسیم۔

ایک اور بات جس سے جناب ماسٹر صاحب کی تقریر محروم ہے وہ ہے اپنی مذہبی کتاب کے حوالوں سے اپنی تقریر کو مزین کرنا۔ پس میرے نزدیک جناب ماسٹر صاحب کی تقریر میں یہ دو بڑے نقائص ہیں اول انہوں نے اپنے مذہب کی تعلیم کو چھپایا ہے اور جو کچھ بیان کیا اسے اپنے مذہب کی کتاب کے حوالوں سے مزین نہیں کیا ہے۔

## تقریر مسٹر بجی صاحب

انکی تقریر کا لب لباب یہ ہے کہ یہ کہتے ہیں کہ پرمیشر چونکہ ایک ہے اس لئے منشاء الٰہی یہی معلوم ہوتا ہے کہ سب لوگوں کو ایک ہی مذہب پر چلائے لیکن اختلاف مذاہب اختلاف ممالک کی وجہ سے ہے۔ انکی یہ دلیل بالکل غلط ہے۔ عرب میں عیسائیت، یہودیت اور شرک تینوں موجود تھے۔ عیسائیت اور یہودیت دونوں فلسطین کی پیداوار ہیں اور شرک اور اسلام دونوں ملک عرب سے تعلق رکھتے ہیں۔

منشاء الٰہی تو بالکل یہی ہے کہ سب انسان ایک مذہب اختیار کریں لیکن جو چیز اس منشاء کو پورا کرسکتی ہے وہ دلیل ہے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "قل ھاتوا برھانکم ان کنتم صدقین"۔

انکی تقریر بہت مختصر ہے اور یوں معلوم ہوتا ہے کہ انہیں اس جلسہ میں زیر بحث آنے والے سوالوں سے کوئی سروکار نہیں ہے۔

## جناب سوامی شگن چندر صاحب
### بانی دھرم مہوتسو

انہوں نے اپنی تقریر میں تسلیم کیا کہ وہ ان سوالوں کے جواب دینے کے اہل نہیں جن کے جواب کے لئے یہ جلسہ اعظم مذاہب منعقد کیا جارہا ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ مجھے افسوس ہے کہ یہ وقت اگر کسی اور کو دیا جاتا تو خوب ہوتا لیکن لوگوں کے اصرار کی وجہ سے انہیں کھڑا ہونا پڑا ہے۔

انہوں نے اپنی تقریر کے شروع میں اپنے حالات زندگی بیان کئے جن کا اصل موضوع سے کچھ تعلق نہیں۔ انہوں نے اپنی تقریر میں باعمل لوگوں کی ضرورت کے احساس کا اقرار کیا۔

انہوں نے اپنی تقریر میں فرمایا کہ ایک مہاتما صاحب خواب میں انکی راہنمائی کرتے رہے اور انکی تعلیم کا خلاصہ یہ بیان کیا کہ خواہش کو کم کرو اور بدخواہشوں کو چھوڑو۔ ان دونو پر عمل کرنے کا نتیجہ کیا نکلے گا؟ اس بارہ میں انہوں نے کچھ نہیں فرمایا۔

انہوں نے اپنی تقریر میں فرمایا کہ اچانک مجھے خیال آیا کہ جب تک سب لوگ اکٹھے نہ ہوں اس وقت تک کوئی فائدہ نہ ہوگا۔ انہوں نے فرمایا کہ یہ اس خیال کا نتیجہ تھا کہ مجھے جلسہ دھرم مہوتسو کا خیال آیا۔

انہوں نے اپنی تقریر میں میٹنگ کمیٹی کے ممبران کا شکریہ ادا کیا۔

انہوں نے اپنی تقریر میں یہ بھی فرمایا کہ کوئی مذہب خوبیوں سے خالی نہیں ہے لیکن مذہب والے اپنے مذہب کی خوبیوں پر عمل نہیں کرتے یہ کہتے ہیں کہ یہاں ہر ایک نے اپنے اپنے مذہب کی خوبیاں بیان کرکے فائدہ پہنچایا ہے۔

انہوں نے اپنی تقریر میں یہ بھی فرمایا کہ میں اپنے باپ دادا کے مذہب پر قائم ہوں۔ قرآن کریم اور عقل انسانی باپ دادا کے مذہب پر قائم رہنے کو اس مذہب کے سچا ہونے کی دلیل کے طور پر قبول نہیں کرتا۔

انہوں نے اپنے مذہب کو سادہارن یعنی آسان مذہب بتلایا جو بقول انکے ہندوستان میں تھا اور بقول انکے ہندوستان تمام دنیا میں فضیلت رکھتا تھا۔ یہ سب دعوے بلا دلیل ہیں۔

انکے مذکورہ بالا مذہب کی تعلیم بقول انکے یہ ہے کہ اول ورزش جسمانی، دوم اخلاقی صحت یعنی انسانی قوت کو ضائع نہ کرنا اور مادری زبان میں علم حاصل کرنا۔ سوم روح اور روحانی زندگی کے حاصل کرنے کا طریق مثلاً گوشہ نشینی، ودیا دانوں کی صحبت، خدا کے آگے تعریف اور دعا ــ ان سب کے بعد پھر فکر معاش۔

یہ سب باتیں اسلام میں بدرجہ اتم پائی جاتی ہیں اور اس بارہ میں اسلام تفصیلی ہدایات دیتا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرۃ کو بطور اسوہ کاملہ پیش کرتا ہے۔ جہاں تک دعا کا تعلق ہے تو قرآن کریم بالوضاحت فرماتا ہے کہ "قل ما یعبؤ بکم ربی لو لا دعاؤکم" لیکن دعا کیسے کی جائے اس کا طریق بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بتلایا کہ سجدہ میں انسان خدا تعالیٰ کے سب سے قریب ہوتا ہے اس لئے اس وقت خوب دعا کیا کرو۔ پس سوامی صاحب کا دعا کو اہمیت دینا دراصل اسلامی تعلیم کی برتری کا اعتراف ہے۔

اسی طرح سوامی صاحب نے مخالفوں کے ساتھ سلوک کے متعلق فرمایا کہ وہ یہ ہے کہ جو تکلیف کوئی دیوے اس سے زیادہ تکلیف نہ دی جائے۔ یہ اسلامی تعلیم کا ایک حصہ ہے جو ہندو دھرم میں پایا جاتا ہے لیکن مکمل اسلامی تعلیم بہت اعلیٰ و افضل ہے جو یہ ہے۔ "جزاء سیئۃ سیئۃ مثلھا فمن عفی واصلح فاجرہ علی اللہ انہ لایحب الظالمین"۔ (سورہ شوریٰ آیت نمبر ۴۱) یعنی بدی کا بدلہ اتنی ہی بدی ہے لیکن اگر کوئی یہ دیکھے کہ معاف کرنے سے بھی اصلاح ہوسکتی ہے تو وہ بےشک معاف بھی کرسکتا ہے۔ پس اسلامی تعلیم اس لحاظ سے بہت افضل ہے کہ یہ موقع محل کے مطابق یہ اختیار دیتی ہے کہ اگر سزا دینے سے اصلاح ہوتی ہو تو مزید سزا دی جائے لیکن اگر معاف کرنے سے یہ بات حاصل ہوسکتی ہو تو معاف کرنا ہی بہتر ہے۔

سوامی صاحب اپنی تقریر کے آخر میں یہ فرماتے ہیں کہ شادی کا مقصد جسمانی لذات کا حصول نہ ہو بلکہ مقصد عمدہ اولاد پیدا کرنا ہونا چاہئے۔

سوامی صاحب کی ساری تقریر کے بعد یہ تاثر نمایاں طور پر ابھرتا ہے کہ انہوں نے اپنی تقریر میں ان سوالوں کا براہ راست کوئی جواب نہیں دیا جو جلسہ اعظم مذاہب میں دراصل موضوع بحث تھے۔

# الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ محمود احمد ملک)

★★ہفت روزہ "بدر" ۲۱ تا ۲۸ دسمبر "مسیح موعودؑ نمبر" ہے اور اس شمارہ میں مضامین اس طور پر پیش کئے گئے ہیں کہ احمدیت اور بانی احمدیت علیہ السلام کی ذات مقدس اور آپکے کلام اور پیشگوئیوں پر کئے جانے والے لغو اور گندے مخالفانہ الزامات کی قلعی کھول کر انکی کذب بیانی کو ثابت کیا جاسکے۔ چنانچہ ۱۳۶ صفحات پر مشتمل اس شمارہ میں جو اہم مضامین شامل اشاعت ہیں ان سے احمدی داعیان الی اللہ کے علاوہ نومبائعین اور متلاشیان حق بھی بھرپور استفادہ کرسکتے ہیں۔ چونکہ یہ شمارہ سائز میں اخباری سائز سے نصف ہے اس لئے "بدر" کی جلدیں محفوظ کرنے والے اس پہلو سے یقیناً دقت محسوس کریں گے۔

★★آج سے قریباً ساڑھے چار ہزار سال پہلے مدینہ منورہ اور تبوک کے درمیان ایک شہر حجر نامی آباد تھا جو قوم ثمود کا مرکزی شہر تھا۔ یہ قوم خوشحال اور ترقی یافتہ تھی اور اسکی معیشت کا زیادہ انحصار زراعت پر تھا۔ پتھر کا کام بھی یہ بہت عمدہ کرتے تھے اور پہاڑوں کو کاٹ کاٹ کر مضبوط اور محفوظ مکانات بنایا کرتے۔ اس قوم کی طرف اللہ تعالیٰ نے حضرت صالحؑ کو بھیجا جن کا اخلاق اور صداقت قوم میں مشہور تھی۔ قوم نے شدت سے آپؑ کی مخالفت کی لیکن چونکہ آپکا تعلق ایک معزز خاندان سے تھا اس لئے براہ راست آپ کو نقصان پہنچانے کی بجائے آپکی اس اونٹنی کو تنگ کرنا شروع کیا جسے آپؑ تبلیغ کے لئے استعمال فرماتے تھے۔ حضرت صالحؑ نے قوم کو بتایا کہ چونکہ اونٹنی خدمت دین کے لئے وقف ہے اس لئے اسے نقصان پہنچانا خدا کے عذاب کو دعوت دینے کے مترادف ہے۔ آخر قوم کے نو سرداروں نے آپؑ کے قتل کا منصوبہ بنایا لیکن وہ اس میں ناکام رہے اور پھر منصوبہ بناکر آپکی اس اونٹنی کی ٹانگیں کاٹ ڈالیں تاکہ آپؑ کو جھوٹا ثابت کیا جاسکے۔ لیکن خدائی وعدہ کے مطابق اس قوم کو زلزلوں کے عذاب نے پکڑ لیا اور ساری قوم کا نام و نشان مٹ گیا، صرف حضرت صالحؑ اور آپکے ماننے والے بچائے گئے۔ اس تباہی کے آثار آج بھی اس جگہ ملتے ہیں جہاں قوم ثمود آباد تھی۔ ماہنامہ "تشحیذ الاذہان" دسمبر ۹۵ء میں شائع ہونے والا یہ مضمون محترم فرید احمد نوید صاحب نے لکھا ہے۔

★★حضرت سلمان فارسیؓ سے متعلق محترم مرزا خلیل احمد قمر صاحب کی کتاب کی تلخیص محترم ناصر احمد طاہر صاحب کے قلم سے مذکورہ بالا شمارہ کی زینت ہے۔ حضرت سلمان فارسیؓ کا اصل نام مابہ تھا اور آپکے والد بوذخشان، آگ کے پجارے تھے اور اصفہان کے ایک گاؤں "جی" کے رہنے والے تھے۔ آپؓ نے عیسائی مذہب قبول کرکے ایک عیسائی پادری کے پاس رہنا شروع کردیا اور گزارہ کے لئے بکریاں اور گائیں پال لیں۔ پادری نے مرنے سے پہلے انہیں آسمانی علامات کے حوالہ سے بتایا کہ عنقریب صحرائے عرب میں ایک نبی آئے گا جو دین ابراہیمی کو پھر سے زندہ کرے گا اور ایسے شہر کی طرف ہجرت کرے گا جو دو پتھریلے میدانوں کے درمیان ہے اور اس میں کھجوروں کے درخت بکثرت ہیں۔ وہ ہدیہ قبول کرے گا لیکن صدقہ کو اپنے اوپر حرام سمجھے گا اور اس کے شانوں کے درمیان مہر نبوت ہوگی۔ پادری کے مرنے کے کچھ عرصہ بعد آپؓ اپنے ریوڑ کے عوض عرب قبیلہ بنوکلب کے ایک قافلہ کے ساتھ عرب کو روانہ ہوئے لیکن قافلہ والوں نے دھوکہ دیا اور ام القریٰ کے مقام پر انہیں ایک یہودی کے ہاتھ فروخت کردیا جس کا چچازاد بھائی مدینہ میں رہتا تھا جو انکو خرید کر اپنے ساتھ لے گیا۔ وہیں انہیں ایک روز آنحضورؐ کی بعثت کی اطلاع ملی۔ چنانچہ آپؓ شام کو سارے دن کی مشقت کے بدلے ملنے والی چند کھجوریں لے کر آنحضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بطور صدقہ خدمت اقدس میں پیش کیں لیکن حضورؐ نے ساری کھجوریں ناداروں میں تقسیم کردیں اور خود ایک بھی نہ لی۔ ایک علامت پوری ہوگئی تو چند روز بعد آپؓ نے بطور ہدیہ کچھ آنحضورؐ کی خدمت میں پیش کیا تو حضورؐ نے اس میں سے خود بھی کھایا۔ مالک کو ان ملاقاتوں کا علم ہوا تو وہ برہم ہوا اور سختی زیادہ کردی۔ ایک روز آنحضورؐ ایک جنازے کے ساتھ جا رہے تھے۔ واپسی پر آپؓ حضورؐ کے پیچھے پیچھے چلنے لگے تو اللہ تعالیٰ نے آنحضورؐ کو بتادیا کہ پیچھے آنے والا کیا چاہتا ہے چنانچہ آنحضورؐ نے اپنی پیٹھ سے کپڑا اٹھادیا اور آپ نے مہر نبوت کو بالکل اسی طرح پایا جیسا کہ پادری نے بتایا تھا۔ حضرت سلمانؓ کی آنکھوں میں آنسو آگئے اور آپؓ نے بڑھ کر مہر نبوت کا بوسہ لیا اور ساری داستان آنحضورؐ کے گوش گزار کرکے اسلام قبول کرلیا۔

★★اسی شمارہ میں محترم کرنل ایاز محمود صاحب "صدر عمومی ربوہ" کا انٹرویو بھی شائع ہوا ہے۔ محترم کرنل صاحب ۱۹۵۱ء میں ربوہ آئے FSc کے بعد فوج میں ملازم ہوئے اور BSc اور انگلش لٹریچر میں MA کیا۔ ۸۰ء میں آپ نے زندگی وقف کی اور ۱۵ نومبر سے ۱۴ ستمبر ۹۴ء تک فضل عمر ہسپتال کے ایڈمنسٹریٹر کے طور پر خدمات بجالاتے رہے۔ پھر آپ صدر عمومی مقرر ہوئے۔ یہ عہدہ سنبھالتے ہی آپ نے تربیتی، ترقیاتی کمیٹیاں قائم کرنے کے علاوہ قرآن کریم کو درست طریق پر پڑھنا سکھانے کے لئے مدرسین تیار کروائے جن سے اب ۱۵۰۰ افراد قرآن سیکھ رہے ہیں۔ اسی طرح مربیان سے خصوصی وقت لے کر ان سے تربیتی امور میں مدد لی۔ یہ انٹرویو محترم نصیر احمد انجم صاحب اور محترم عطاء المنان طاہر صاحب نے لیا۔

★★نصرت جہاں اکیڈمی ربوہ نے اپنا پہلا میگزین "مِوِی لائٹ" اردو اور انگریزی میں شائع کیا ہے۔ اکیڈمی کا قیام ۴ ستمبر ۸۷ء کو عمل میں آیا تھا جب ۴۴ طلباء کے ساتھ ششم، ہفتم اور نہم کی کلاسیں شروع ہوئیں۔ اپریل ۸۹ء میں جونیئر سیکشن کا قیام بھی عمل میں آگیا۔ اس وقت اکیڈمی میں طلباء کی کل تعداد ۴۰۰ سے زائد ہے اور اکیڈمی ضلع بھر میں نہ صرف تعلیمی بلکہ غیرنصابی سرگرمیوں میں بھی ممتاز مقام رکھتی ہے۔ امتحانات کے شاندار نتائج اور دیگر مقابلوں میں اعلیٰ کامیابیاں اکیڈمی کے طلباء کے ذوق اور اساتذہ کی لگن کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔ "مِوِی لائٹ" میں شائع ہونے والے چند مضامین بچوں نے بھی تحریر کئے ہیں۔ رسالہ خوبصورت تصاویر سے مزین ہے اور اکیڈمی کے طلباء کی عمدہ تربیت کا عکاس ہے۔

# جستہ جستہ

مکرم عبدالسلام خان صاحب مرحوم نے اپنے والد محترم حضرت مولوی محمد الیاس خان صاحب مرحوم کے حالات زندگی پر مشتمل ایک کتاب "حیات الیاس" تصنیف فرمائی تھی۔ ذیل میں ہم "حیات الیاس" کے حوالہ سے آپ کی زندگی کے بعض نہایت دلچسپ، مفید، سبق آموز اور ایمان افروز واقعات کا انتخاب پیش کر رہے ہیں۔ (ادارہ)

حضرت مولوی صاحب نے صرف و نحو اپنے محلہ کے ایک بزرگ اور رئیس خان غلام محمد خان درانی سے پڑھی تھی۔ خان غلام محمد خان درانی ذی علم انسان تھے۔ عربی فارسی اور اردو پر بڑا عبور حاصل تھا۔ ان کے گھر یعنی مردانہ بیٹھک میں علمی لوگ موجود رہتے اور ہر وقت کسی نہ کسی علمی مسئلہ پر بحث چھڑی رہتی تھی۔ خان صاحب اہل قرآن تھے اور ہر مسئلہ کو قرآن پاک سے حل کرنے کی کوشش کرتے تھے۔ مولوی صاحب فرماتے تھے کہ ان بحث مباحثوں کی وجہ سے میں بھی اہل قرآن ہو گیا اور چونکہ ہر مسئلہ قرآن پاک سے حل کرنے کی کوشش ہوتی تھی اس کی وجہ سے مجھے تقریباً قرآن پاک زبانی یاد ہو گیا۔ اور میں بھی مباحثوں میں خوب حصہ لیتا۔ اگرچہ بعد میں ایک رؤیا کی بناء پر میں نے ہر قسم کے مباحثوں سے کنارہ کشی اختیار کر لی۔

آپ فرماتے تھے کہ خان غلام محمد خان صاحب کا ایک چھوٹا بھائی تھا جو اسی (۸۰) سال کی عمر کا ہو کر فوت ہو گیا۔ قبرستان میں جب جگہ تیار ہو گئی تو پہلے غلام محمد خان لحد کے اندر داخل ہوئے۔ لیٹ گئے اور پھر اٹھ کر باہر آئے اور فرمایا کہ ولی محمد کو اب دفن کر لو۔ حضرت مولوی صاحب فرماتے ہیں کہ جب ولی محمد خان کو دفن کرنے لگے تو مجھ سے فرمایا، محمد الیاس! ولی محمد کو تو دفن کر رہے ہیں تم اس بارہ میں کیا کہتے ہو؟ مولوی صاحب فرماتے ہیں:
میں نے کہا اس وقت کسی کا شعر یاد آ رہا ہے، جو یہ ہے۔

بر قبر کسے رفتہ و پرسیدم چونی
گفتہ احوال چہ پرسی چو بیائی دانی

(میرا کسی کی قبر پر گزر ہوا اور میں نے اس سے پوچھا کیا حال ہے؟ اس نے جواب دیا احوال کیا پوچھتے ہو جب آ جاؤ گے تو سب کچھ معلوم ہو جائے گا)۔ اس پر خان صاحب فرمانے لگے۔ اچھا محمد الیاس! اگر کچھ ہوا تو میں تم کو بتلا دوں گا۔

بھائی کی وفات کے چوتھے دن خان غلام محمد خان بھی بھائی کے فراق میں فوت ہو گئے اور ان کو بھی بھائی کے پہلو میں دفن کر دیا گیا۔

مولوی صاحب فرماتے تھے کہ غلام محمد خان کی وفات کے بعد میں نے خواب میں دیکھا، میں سکول سے چھٹی ہونے پر گھر جا رہا ہوں۔ راستے میں ایک مسجد پڑتی ہے۔ دیکھا کہ غلام محمد خان وہاں میرا انتظار فرما رہے ہیں۔ مجھے دیکھ کر فرمانے لگے کہ روز تم دیر سے آتے ہو کبھی بھی وقت پر نہیں آئے۔ میں نے کہا خان صاحب آپ تو وفات پا چکے تھے، ہم آپ کو دفن کر آئے تھے۔ آپ یہاں کیسے آئے ہیں؟ تو فرمانے لگے میں نے تم سے نہیں کہا تھا کہ اگر کچھ ہوا تو میں تم کو بتلا دوں گا۔ سنو، سنو! جب تم لوگ مجھے دفن کر کے گھر چلے گئے تو دو فرشتوں نے پکڑ کر مجھے خدا تعالیٰ کے حضور پیش کیا اور دو بڑی بڑی کتابیں ان فرشتوں کی بغلوں میں تھیں۔ میں خوش تھا کہ اللہ تعالیٰ مجھ سے اپنی ہستی کے دلائل پوچھے گا تو میں قرآن سے دلائل پر دلائل دینے شروع کروں گا۔ فرمانے لگے کہ میری حیرت کی انتہا نہ رہی جب اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے پوچھا کہ اس کا اعمال نامہ پیش کرو۔ کیا دنیا میں کوئی نیک کام اس نے کئے ہیں؟ فرشتوں نے ان کتابوں کے صفحات کو جو ان کی بغل میں تھیں جلد جلد الٹنا شروع کیا اور کہا جل شانہ کوئی نیک عمل نہیں ہے۔ میں غم سے نڈھال ہو گیا اور پسینہ پسینہ ہو گیا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا جب یہ چیف محرر تھا تو ازراہ ترحم اس نے دو یتیم لڑکوں کو ڈیرہ اسماعیل خان میں وظیفہ لگایا تھا۔ فرشتوں نے پھر کتاب کے صفحے الٹے اور فرمایا جل شانہ ٹھیک ہے۔ اس نے دو لڑکوں کا وظیفہ لگایا تھا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں نے اس کو اس کے اس فعل پر بخش دیا ہے۔ اس کو جنت میں لے جاؤ۔ اب مجھے ایک بنگلہ ملا ہے جس میں خوبصورت پھول ہیں اور مجھے معلوم نہیں کہ میرا بھائی کہاں ہے؟ اور پھر کہنے لگے محمد الیاس بحث سے کام کم لو، عمل پر زور دو۔ وہاں پر بحث مباحثہ نہیں پوچھا جاتا، عمل کا پوچھا جاتا ہے۔ نیک اعمال پر زور دو تاکہ بخشش کا سامان پیدا ہو اور خاص کر مخلوق عالم پر رحم کرو۔

حضرت مولوی صاحب فرماتے تھے کہ اس رؤیا کے بعد میں نے مباحثوں سے کلی طور پر اجتناب اختیار کیا۔ یہ رؤیا اس وقت کی ہے جبکہ آپ ابھی احمدی نہیں ہوئے تھے۔ آپ فرماتے تھے کہ اس رؤیا کے بعد میں نے قرآن پاک کا مطالعہ برائے عمل شروع کیا اور اس سے مجھے بہت فائدہ ہوا۔ اور اسی وجہ سے مجھے احمدیت جیسی نعمت نصیب ہوئی۔

آپ فرماتے تھے کہ یہ اللہ تعالیٰ کا اتنا بڑا احسان ہے کہ اگر میرے جسم کے ہر بال کے ہر ذرہ کو گویائی مل جائے تو بھی میں اللہ تعالیٰ کے احسانات کا شکر ادا نہیں کر سکتا کہ اس نے محض اپنے فضل و کرم سے مامور زمانہ کو پہچاننے کی توفیق عطا فرمائی۔ لیکن اس بات کا افسوس تھا کہ ایک سال کی تاخیر ہو گئی میں نے ۱۹۰۹ء میں بیعت کی اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دیدار سے سرفراز نہ ہوا۔ فرماتے تھے۔

ایں سعادت بزور بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

(حیات الیاس صـ ۱۹ تا ۲۲)

## واقفین نو کے والدین کے لئے
# ضروری اعلان

تمام ایسے احباب جنہوں نے اپنے بچوں کو وقف نو کے تحت وقف کیا ہوا ہے ان کی خدمت میں گذارش ہے کہ اگر وقف نو کا فارم پر کرنے کے بعد ان کا پتہ تبدیل ہو گیا ہو تو فوری طور پر شعبہ وقف نو مرکزیہ (لندن) کو اطلاع بھجوائیں۔ اطلاع دیتے وقت "حوالہ نمبر وقف نو" ضرور تحریر کریں تاکہ ریکارڈ تلاش کرنے میں آسانی رہے۔ مرکزی ریکارڈ میں اندراج مکمل ہونا بہت ضروری ہے۔ خاص طور پر مکمل پتہ ضرور درج ہونا چاہئے اور جب بھی پتہ تبدیل ہو اس کی اطلاع ضرور دی جانی چاہئے۔

# دلچسپ خبریں

مکتوب آسٹریلیا

(مرتبہ: چوہدری خالد سیف اللہ خان، نمائندہ الفضل، آسٹریلیا)

## شہر پراگ کی ٹیکسیاں شاک مارتی ہیں

خبر ہے کہ چیکوسلویکیا کے دارالخلافہ پراگ کی ٹیکسیاں ایسے مسافروں کو بجلی کے شاک مارتی ہیں جو ان کے مالکوں کو منہ مانگا کرایہ ادا نہیں کرتے اس غرض کے لئے ٹیکسی کے مالکان نے سیٹ کی پوشش کے نیچے بجلی کے تار بچھائے ہوتے ہیں اور جب مسافر منہ مانگا کرایہ دینے سے انکار کرتے ہیں تو وہ ایک بٹن دباتے ہیں جس سے مسافر کو شاک لگتا ہے اور اکثر و بیشتر یہ کرایہ مقرر شدہ کرایہ سے دس گنا زائد ہوتا ہے۔

پراگ کے ٹیکسی ڈرائیور دنیا بھر میں اپنے ٹیڑھے پن کے لئے مشہور ہیں کئی کئی گنا کرایہ چارج کرنا، دھوکہ دینا، میٹروں میں ہیرا پھیری کرنا، لمبے راستوں سے سفر کرنا اور خفیہ بٹن دبا کر میٹروں کو تیز کردینا معمول کی باتیں ہیں، ان کے ستم کا تختہ مشق زیادہ تر غیر ملکی سیاح بنتے ہیں۔ ان ہیراپھیریوں سے عام ٹیکسی ڈرائیور ایک لاکھ کراؤن (۳۵۰۰ ڈالر تقریباً) ماہانہ کما لیتے ہیں جو عام شہری کی ایک سال کی آمد کے برابر ہے۔ حکومت ان کو بھاری جرمانے بھی کرتی ہے مگر باز نہیں آتے۔

## تھالیوں کو دھوکر تولئے سے نہ سکھائیں

بات تو بظاہر معمولی ہے کہ تھالیوں پلیٹوں کو دھو کر از خود سوکھنے دیں۔ تولئے سے صاف کرکے نہ سکھائیں لیکن رسالہ SCIENTIST میں شائع شدہ امریکی تحقیق کے مطابق یہ بات معمولی نہیں۔ نیویارک، بوسٹن، میامی، لاس اینجلس اور شکاگو کے ۱۰۰ گھروں سے جو ڈشوں کو صاف کرنے والے کپڑے اور اسفنج اکٹھے کئے گئے ان میں سے ۷۰٪ میں بیماری پیدا کرنے والے جراثیم اور ۲۰٪ میں زیادہ شدید بیماریاں پیدا کرنے والے جراثیم پائے گئے یعنی SALMONELLA, STAPHLO-COCCUS۔ لہٰذا ایسے تولیہ کو ہاتھ سے دھونا ہی کافی نہیں ان کو گرم پانی میں دھونا ضروری ہے۔

یہ احتیاطیں اچھی ہیں، ضرور کرنی چاہئیں۔ لیکن غریب ملکوں کے لوگ جو ہر وقت جراثیم کو پھانکتے رہنے پر مجبور ہیں وہ یہ احتیاطیں کہاں کر سکتے ہیں خدائے رحمان ہی ان کے جسموں میں قوت مدافعت بڑھا دیتا ہے ورنہ ان کا زندہ رہنا محال ہے۔

## سویا بین کا دودھ پیئیں اور حملہ دل کا خطرہ کم کریں

سویابین بھی اللہ تعالیٰ کی عجیب نعمت ہے۔ پہلے سنتے تھے کہ یہ پروٹین کا خزانہ ہے اور ان میں ایسے خواص ہیں جو انسانی حافظہ کو طاقت پہنچاتے ہیں اور سبق تھوڑے وقت میں یاد ہو جاتا ہے۔ اب نئی تحقیق جو "دی نیو انگلینڈ جرنل آف میڈیسن" میں شائع ہوئی ہے۔ اس کے مطابق سویا دودھ کے تین گلاس روزانہ پینے سے تین ہفتے سے چھ ماہ کے عرصہ میں کولیسٹرول لیول ۹.۳ فیصد تک گر جاتا ہے۔ تجربہ سے یہ بھی پتہ چلا ہے کہ جتنا کولیسٹرول زیادہ ہوگا سویا پروٹین اس پر اتنا ہی زیادہ موثر ثابت ہوتی ہے یعنی جتنا کسی کا کولیسٹرول زیادہ ہوگا سویابین کی طاقت اس کو کم کرنے کی اتنا ہی بڑھ جاتی ہے۔ ڈاکٹروں کے مطابق کولیسٹرول لیول کم کرنے سے ہارٹ اٹیک کے امکان میں ۲۰٪ کمی آ جاتی ہے۔ ڈاکٹروں نے یہ بھی کہا کہ جن کا کولیسٹرول لیول زیادہ ہو وہ علاوہ سویا بین کھانے اور اس کا دودھ پینے کے چکنائی و چربی کا استعمال کم کردیں اور ریشہ دار اناج (روٹی وغیرہ) پھل اور سبزیوں کا زیادہ استعمال کریں۔

## مہاتما بدھ کے تبرکات کی دریافت

نیپال کے وزیر اعظم شیر بہادر دیوبا نے اعلان کیا ہے کہ آثار قدیمہ کے ماہرین کی ایک بین الاقوامی ٹیم نے کھٹمنڈو سے ۲۵۰ کلومیٹر دور لمبینی (LUMBINI) کے مقام پر وہ کمرہ دریافت کیا ہے جہاں مہاتما بدھ کی پیدائش ہوئی تھی۔ بدھ کی یادگاری اشیاء مایادیوی ٹمپل کے نیچے پانچ میٹر کے فاصلہ پر مدفون ملی ہیں۔ سائنسدانوں نے یہ دریافت نو ماہ پہلے کی تھی لیکن حکومت اپنے ماہرین کی رپورٹ کی منتظر تھی جس نے اب اس دریافت کی تصدیق کی ہے۔

## برطانیہ میں سب سے زیادہ مقبول نام محمدؐ ہے

برطانیہ میں نومولود لڑکوں کے جو نام رکھے جاتے ہیں ان میں ایک زمانہ میں سب سے زیادہ رکھا جانے والا نام JOHN تھا لیکن اب محمدؐ نام نے "جان" کو پیچھے چھوڑ دیا ہے۔ مسلمانوں کی آبادی عیسائیوں کے مقابلہ میں باوجود بہت کم ہونے کے سب سے زیادہ نام جو دفتر پیدائش میں رجسٹر ہوا ہے وہ محمدؐ ہے۔ ۱۹۹۵ء میں ۵۷۸۰۰۰ بچے پیدا ہوئے تھے جن کے ناموں سے یہ تجزیہ حاصل کیا گیا ہے۔

الفضل انٹرنیشنل میں اشتہار دے کر اپنی تجارت کو فروغ دیں

# MUSLIM TELEVISION AHMADIYYA

Muslim TV AHMADIYYA

## *Muslim Television Ahmadiyya*
## *Programme Schedule for Transmission from London*
## *15th March - 28th March 1996*

**Friday 15th March 1996**

11.30 Tilawat
11.45 Dars-ul-Hadith
12.00 M.T.A Variety: Hamari Kaenat, No.13
12.30 Learning Languages with Huzur Lesson 78, part 2
1.00 Tilawat
1.10 MTA News
1.30 *Friday Sermon - Hadhrat Khalifatul Masih IV - Live from London
2.40 Nazm
2.50 *Mulaqat with Huzoor (Urdu).
3.50 *Liqaa Ma'al Arab
4.50 Tomorrow's Programmes.

**Saturday 16th March 1996**

11.30 Tilawat.
11.45 Darsul Hadith
12.00 MTA Variety - German programme
1.00 MTA News
1.30 Around the Globe: Tech Talk
2.00 Tilawat
2.10 Children's Corner: - Mulaqat
3.05 M.T.A Variety: Quiz Programme, Ahmad Nagar Vs. Mujahid Abad
3.50 *Liqaa Ma'al Arab
4.50 Tomorrow's Programmes.
4.55 Qaseedah

**Sunday 17th March 1996**

11.30 Tilawat
11.45 Darsul Malfoozat
12.00 MTA Variety German Programme
1.00 MTA News
1.30 A Letter from London
2.00 Tilawat
2.05 *Mulaqat: Huzoor meets English speaking friends.
3.15 M.T.A Variety: Darwaish Shaikh Abdul Hameed.
3.50 *Liqaa Ma'al Arab
4:50 Tomorrow's Programmes.

**Monday 18th March 1996**

11.30 Tilawat
11.45 Darsul Malfoozat
12.00 Dil Bar Mera Yehi Hal - Ch Hadi Ali Sb
12.30 Learning Languages with Huzur Lesson 79, Part 1
1:00 M.T.A. News
1.30 Around the Globe: Nasirat Spotrs.
2.00 Tilawat
2.10 Tarjumatul Qur'an Class No 119
3.15 MTA Variety: A talk with Munir Ahmad Farooq.
3.50 *Liqaa Ma'al Arab
4.50 Qaseedah
4.55 Tomorrow's Programmes

**Tuesday 19th March 1996**

11.30 Tilawat
11.45 Seeratun Nabi (SAW)
12.00 Medical Matters
12.30 Learning Languages With Huzur Lesson 79, Part 2
1.00 MTA News
1.30 Around the Globe: Ijtema Khuddam Ul Ahmadiyya Rabwah.
2.00 Tilawat
2.10 Tarjamatul Qur'an Class No 120.
3.15 MTA Variety: Mushairah.
3.50 *Liqaa Ma'al Arab
4.50 Tomorrow's Programmes.

**Wednesday 20th March 1996**

11.30 Tilawat
11.45 Darsul Hadith
12.00 MTA Variety: Speech Islam and Other Religions, by Noor Ahmad
12.30 Learning Languages with Huzur Lesson 80, Part 1
1.00 MTA News
1.30 Around the Globe: Speech by Sayyed A. Ali Shah.
2.00 Tilawat
2.05 Natural Cure: Homeopathy Class No 147
3.10 M.T.A Variety: Bait Bazi, Sargodah Vs. Karachi.
3.50 *Liqaa Ma'al Arab
4.50 Tomorrow's Programmes.

**Thursday 21st March 1996**

11.30 Tilawat
11.45 Darsul Malfoozat
12.00 Medical Matters
12.30 Learning Languages with Huzur Lesson 80, part 2
1.00 M.T.A News
1.30 Around the Globe
2.00 Tilawat
2.05 Natural Cure: Homeopathy Class No 148
3.05 M.T.A Variety: Yassarnal Quran
3.30 Children's Corner: Hikayat e Sheereen
3:50 *Liqaa Ma'al Arab
4.50 Tomorrow's Programmes

**Friday 22nd March 1996**

11.30 Tilawat
11.45 Dars-ul-Hadith
12.00 M.T.A Variety: Hamari Kaenat, No.14
12.30 Learning Languages with Huzur Lesson 81, part 1
1.00 Tilawat
1.10 MTA News
1.30 *Friday Sermon - Hadhrat Khalifatul Masih IV - Live from London
2.40 Nazm
2.50 *Mulaqat with Huzoor (Urdu).
3.50 *Liqaa Ma'al Arab
4.50 Tomorrow's Programmes.

**Saturday 23rd March 1996**

11.30 Tilawat.
11.45 Darsul Hadith
12.00 MTA Variety - Masihe Maud's Day
1.00 MTA News
1.30 Around the Globe: waqfe Nau Programme (German)
2.00 Tilawat
2.10 Children's Corner: - Mulaqat
3.05 M.T.A Variety: Quiz Programme, Boora Wala Vs. kot Abdul Malik
3.50 *Liqaa Ma'al Arab
4.50 Tomorrow's Programmes.
4.55 Qaseedah

**Sunday 24th March 1996**

11.30 Tilawat
11.45 Darsul Malfoozat
12.00 MTA Variety: Question answers session with Huzoor, Held in Germany, Part 1.
1.00 MTA News
1.30 A Letter from London
2.00 Tilawat
2.10 *Mulaqat: Huzoor meets English speaking friends.
3.15 M.T.A Variety: Introduction of Qadian, by M. Muhammad Ali., Part 2
3.50 *Liqaa Ma'al Arab.
4:50 Tomorrow's Programmes.

**Monday 25th March 1996**

11.30 Tilawat
11.45 Darsul Malfoozat
12.00 Dil Bar Mera Yehi Hal - Ch Hadi Ali Sb
12.30 Learning Languages with Huzur Lesson 81, Part 2
1:00 M.T.A. News
1.30 Around the Globe: Sports, Atfal and Nasirat.
2.00 Tilawat
2.10 Tarjumatul Qur'an Class No 121
3.15 MTA Variety: An Interview with Mian Laal Din.
3.50 *Liqaa Ma'al Arab
4.50 Qaseedah
4.55 Tomorrow's Programmes

**Tuesday 26th March 1996**

11.30 Tilawat
11.45 Seeratun Nabi (SAW)
12.00 Medical Matters
12.30 Learning Languages With Huzur Lesson 82, Part 1
1.00 MTA News
1.30 Around the Globe: Speechby Dr. Abdul Khaliq.
2.00 Tilawat
2.10 Tarjamatul Qur'an Class No 122
3.15 MTA Variety
3.50 *Liqaa Ma'al Arab
4.50 Tomorrow's Programmes.

**Wednesday 27th March 1996**

11.30 Tilawat
11.45 Darsul Hadith
12.00 MTA Variety
12.30 Learning Languages with Huzur Lesson 82, Part 2
1.00 MTA News
1.30 Face to Face: An interview of Chaudhary Muhammad Sadiq, By B. Ahmad Rafiq.
2.00 Natural Cure: Homeopathy Class No 149
3.05 M.T.A Variety: Quiz Tazkaratu Shahadatain, of the Promised Messaih.
3.50 *Liqaa Ma'al Arab
4.50 Tomorrow's Programmes.

**Thursday 28th March 1996**

11.30 Tilawat
11.45 Darsul Malfoozat
12.00 Medical Matters
12.30 Learning Languages with Huzur Lesson 83, part 1
1.00 M.T.A News
1.30 Around the Globe: speech by S. Khalid.
2.00 Natural Cure: Homeopathy Class No 150
3.05 M.T.A Variety: Yassarnal Quran
3.30 Children's Corner: Hikayat e Sheereen
3:50 *Liqaa Ma'al Arab
4.50 Tomorrow's Programmes

*Programmes or their timings may change without prior notice.*
** Simultaneous Translations are available for the following programmes in Urdu, English, Arabic, French, Bengali, Turkish.*
*Friday Sermon - Mulaqat - Tarjamatul Quran Class - and Liqaa Ma'al Arab*

# Al Fazl International Weekly, London

16 GRESSENHALL ROAD, LONDON SW18 5QL (U.K)

ISSN: 1352 9587

☎ (0) 181 870 8517
Fax: (0) 181 870 1095

Vol. 3 Friday, March 15, 1996 No. 11


**بقیہ:۔ خطبہ جمعہ**

تو جو جسم کی اندرونی تیزابی گرمی ہے اس کے لئے یہ علاج موجود ہے لیکن یہاں ظاہر ہے کہ مراد وہ سینے کے طیش، سینے کے کھول، غصے کی حالت میں سینے میں جو باتیں ابلتی رہتی ہیں یا نفسانیت کے جوش سے جو سینے میں جذبات کھولتے رہتے ہیں رمضان ان کا بہترین علاج ہے اس میں کوئی بھی شک نہیں ہے۔ اور بھی بہت سی نصیحتیں ہیں انشاء اللہ ان کو پھر میں آئندہ خطبے میں بیان کروں گا۔ اب ایک دو باتیں ایسی ہیں جو اس کے علاوہ کرنے والی ہیں۔

ذکر کرنا ہے ایم۔ٹی۔اے کا ۔ ایم۔ٹی۔اے کے ذریعے خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ جو تمام دنیا میں اسلام اور احمدیت کا فیض پہنچایا جارہا ہے اس کے رستے میں کچھ روکیں پیدا ہوئی تھیں جس کے لئے میں نے جماعت کو دعا کے لئے بھی تحریک کی اور امید بھی دلائی تھی کہ انشاء اللہ یہ سب روکیں دور ہو جائیں گی۔ تو پہلی خوش خبری تو یہ ہے کہ وہ جو مستقل انتظام ہمارا اس کو عالمی تو نہیں کہنا چاہئے اردو میں اس کا ترجمہ مشکل ہوگا لیکن ایسا ٹرانسپانڈنٹ جو آدھی دنیا کو بیک وقت تمام سگنلز دے سکتا ہے اور بڑی صفائی کے ساتھ دے سکتا ہے وہ ٹرانسپانڈنٹ جس کی طاقت موجودہ جتنے بھی ٹرانسپانڈنٹ رائج ہیں ان میں اوپر کی، چوٹی کی طاقت ہے وہ لینے کی کوشش ہو رہی تھی تاکہ جو سرسری انتظام ہے تین چار مہینے کے لئے اس کی خامیوں سے بچا جاسکے۔ جو سرسری انتظام ہے اس میں ہمیں دو ہمی بیمز لینی پڑتی ہیں اور یہ جو میں کہہ رہا ہوں اس کو گلوبل بیم کہا جاتا ہے اگرچہ یہ آدھی دنیا کی بیم ہوتی ہے پوری دنیا کی نہیں۔ مگر نصف کرہ ارض کے لئے یہ بیم ہوتی ہے۔ وہ مل نہیں رہی تھی۔ اس کے اوپر بہت سے پہلے سے ہی ان کے تقاضے موجود تھے اور ایک ایسی بیم تھی جس کے متعلق خیال تھا کہ اگر ہمیں مل جائے تو ہماری ساری مشکلات کا ازالہ ہو جائے گا اور وہی گلوبل بیم ہی تھی اور اس کی طاقت بھی زیادہ تھی صرف مشکل تھی کہ اس میں خرچ زیادہ کرنا پڑتا ہے کیونکہ بہت قیمتی بیم ہے وہ۔ مگر میں نے کہا کہ اللہ کے فضل سے، پہلے بھی اللہ ہی پورے کر رہا ہے ہم کونسا اپنے زور بازو سے پیسے لا رہے ہیں انتظام ہو جائے گا، لیکن لینی ضرور ہے۔ کمپنی نے جواب دیا کہ لینی تو ضرور ہے مگر مشکل ہے کہ ایک آدمی نے پہلے سے ریزرو کرائی ہوئی ہے یا ایک کمپنی نے ریزرو کرائی ہوئی ہے اور ہمارا قانون یہ ہے کہ اگر تم نے ضرور لینی ہے تو اتنے پیسے پیشگی جمع کراؤ جو اس بیم پر لگیں گے اور پھر پینتالیس دن انتظار کرو۔ اگر اس پینتالیس دن کے عرصے میں اس نے اپنا CLAIM کردیا تو تمہارا کلیم ختم اور ہم اسے مجبور کریں گے کہ اب پیسے دے اور بیم سنبھالے۔ آپ اندازہ کریں کہ وہ ایک ایک دن کتنا بھاری ہوگا۔ بہت دعائیں کرتے ہوئے وقت گزرا۔ ہر روز یہی فکر تھی کہ خدا کرے آج نہ کہیں اس نے کہہ دیا ہو یہاں تک کہ گزشتہ پیر پہلا روزہ تھا وہ آخری دن تھا اور بڑی مشکل سے روزہ کٹا ہے۔ لیکن اللہ نے خوش خبری دی اور وہ دن پورا گزر گیا اور اس کمپنی یا اس شخص کو توفیق نہ ملی کہ وہ اپنی ریزرو کی ہوئی بیم کو سنبھال لے۔ پس جونہی ہمیں اطلاع ملی اسی وقت کنٹریکٹ فائنلی سائن کردیئے گئے ہیں۔

اب یہ خوش خبری ہے سارے عالم احمدیت کو اور دوسری دنیا کو بھی کیونکہ وہ سب فیض اٹھا رہے ہیں کہ بیچ میں جو خلا رہ گئے تھے نا اس عارضی انتظام میں مثلاً مشرق وسطیٰ میں جو سعودی عرب کے بعض علاقے اور ابوظہبی وغیرہ وہاں موجودہ انتظام نہیں دیکھا جاسکتا کیونکہ دو بیمز کے درمیان بیچ میں ایک سایہ سا بن جاتا ہے اور اس سائے پہ کچھ بھی نہیں دیکھا جاسکتا۔ اب جو گلوبل بیم ہمیں ملی ہے یہ جہاں ٹیلی ویژن دیکھا جارہا ہے وہاں پہلے سے زیادہ روشن اور صفائی سے دیکھا جاسکے گا کیونکہ اس کی طاقت MAXIMUM ہے۔ جتنی طاقت بھی استعمال کی جاتی ہے اس سے زیادہ نہیں کرتے۔ اور جہاں پہلے آدھی بیم کے ذریعے پاکستان وغیرہ میں اطلاعیں مل رہی تھیں کہ اچھا بھلا صاف ہے پہلے سے بہتر ہے ان کے لئے خوش خبری ہے کہ پہلے سے بہت بہتر ہو جائے گا۔ ایسا ہی ہوگا جیسے لوکل ٹیلی ویژن دیکھا جارہا ہو۔ تو یہ ایک مسئلہ خدا تعالیٰ نے حل فرمادیا۔ اور ایک اور مسئلہ بھی حل کے قریب پہنچ گیا ہے اور وہ ہے امریکہ کے لئے ٹیلی ویژن کا مستقل انتظام۔ عارضی طور پر ہند و پاکستان، ایشیا کے لئے تو ہم نے انتظام کردیا تھا مگر امریکہ کے ساتھ سوائے جمعہ کے ایک گھنٹے کے تعلق کے باقی تعلق کٹ چکا ہے اور اس کے رستے میں بہت سی مشکلات تھیں جو تفصیل سے بیان کرنے کا موقع نہیں لیکن بہت سخت مشکلات حائل تھیں۔ آخر اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے ایک ایسا انتظام کردیا ہے جس کو ہم اب فائنلائز کر رہے ہیں۔ آخری مراحل پر ہے۔ آپ دعا کریں یہ مراحل بھی خیریت سے گزر جائیں تو اس انتظام میں امریکہ، شمالی امریکہ، جنوبی امریکہ، مرکزی امریکہ، وسطی امریکہ یہ سارے پوری طرح کور (COVER) ہوں گے اور انشاء اللہ پہلے انتظام سے بہتر ہوگا اس سے کم تر نہیں ہوگا اور چوبیس گھنٹے کا انتظام ہوگا بجائے چند گھنٹے کے۔

تو اللہ تعالیٰ نے یہ رمضان جماعت کے لئے بہت مبارک چڑھایا ہے خدا کرے کہ ہر اگلا دن بھی مبارک آئے اور "سلم رمضان" والی حدیث جو میں نے آپ کے سامنے پڑھی تھی خدا کرے کہ ان معنوں میں بھی یہ رمضان ہمارے لئے ایسا سلامت گزرے کہ اس کے بعد ہر سال سلامت گزرتا چلا جائے۔ اللہ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

معاند احمدیت، شریر اور فتنہ پرور مفسد ملاؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے خصوصیت سے حسب ذیل دعا بکثرت پڑھیں

اَللّٰھُمَّ مَزِّقْھُمْ کُلَّ مُمَزَّقٍ وَسَحِّقْھُمْ تَسْحِیْقًا

اے اللہ انہیں پارہ پارہ کردے، انہیں پیس کر رکھ دے اور ان کی خاک اڑادے

## محمود ہال لندن میں Humanity First کا سالانہ ڈنر

لندن (نمائندہ الفضل)۔ مورخہ ۲۴ فروری ۱۹۹۶ء کو مجلس خدام الاحمدیہ کے زیر اہتمام، محمود ہال لندن میں ہیومینیٹی فرسٹ (Humanity First) کے زیر اہتمام ایک ڈنر کی تقریب منعقد ہوئی جس میں مختلف خیراتی اداروں کے نمائندگان نے شرکت کی۔ یورپین پارلیمنٹ کی ممبر خاتون Mrs. Anita Pollock، جناب David Meller Q.C. ممبر پارلیمنٹ، وانڈزورتھ اور مرٹن کے علاقوں کے میئرز بھی اس تقریب میں شامل تھے۔

تقریب کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ مکرم آفتاب احمد خان صاحب، امیر جماعت احمدیہ برطانیہ نے معزز مہمانوں کا شکریہ ادا کرتے ہوئے جماعت احمدیہ کی رفاہی خدمات کا عمومی جائزہ پیش فرمایا اور بتایا کہ قومی اور بین الاقوامی سطح پر جماعت احمدیہ خدمت خلق کے کاموں میں کس مستعدی سے کام کر رہی ہے۔

مرٹن بارو کی میئر نے جماعت کے رضاکاروں کی ان تھک خدمات اور گرانقدر عطیات پر خوشی کا اظہار کرتے ہوئے انہیں Morden کے علاقہ میں اپنا نیا مرکز قائم کرنے کے سلسلہ میں خوش آمدید کہا۔

اس کے بعد مکرم طارق احمد صاحب بی، ٹی نے چیریٹی میراتھن واک کی رپورٹ پیش کرتے ہوئے بتایا کہ اس سے ۱۸،۵۰۰ پاؤنڈز کی رقم جمع ہوئی تھی جس کے چیک ابھی Charitable اداروں کو پیش کئے جا رہے ہیں۔ چنانچہ مکرم امیر صاحب اور مکرم سید احمد یحییٰ صاحب، صدر خدام الاحمدیہ برطانیہ نے حسب ذیل چیری ٹیبل اداروں کے نمائندگان کی خدمت میں چیک پیش کئے:

Royal Castle Cause for Hope Appeal £= 2,500
Gt. Ormond Street Hospital £=2,500
St.Georges Hospital Tooting £=2,500
Save the Children Fund £=10,000

بچوں کی بہبود فنڈز کی کمیٹیوں کی صدر Sally Barker نے اپنے خطاب میں اس بات کا انکشاف کیا کہ حال ہی میں جب وہ افریقہ دورہ پر گئیں تو یہ دیکھ کر خوشی ہوئی کہ جماعت احمدیہ وہاں کے مقامی حلقوں کی صحت اور تعلیمی اداروں میں گرانقدر بے لوث خدمات سرانجام دے رہی ہے۔

Mrs. Anita Pollock M.E.P نے اپنے خطاب میں انسانی حقوق کی پاسداری پر زور دیتے ہوئے دنیا بھر میں کام کرنے والی رفاہی تنظیموں کو توجہ دلائی کہ وہ مل کر نسل پرستی، مذہبی منافرت اور تعصب کے قلع قمع کی کوشش کریں۔ جس سے سوسائٹی میں اعلیٰ قدروں کو فروغ حاصل ہو سکے۔

خدام الاحمدیہ کے مکرم رفیع الدین صاحب نے ہیومینیٹی فرسٹ کے تحت بوزنیا کے مظلومین کی مدد کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ اس وقت تک ایک کروڑ پاؤنڈز کی مالیت کی ۲۵۰ ٹن امداد متاثرہ جگہوں پر پہنچائی جاچکی ہے۔

آخر میں وانڈزورتھ کے میئر نے حاضرین کا شکریہ ادا کیا اور پھر یہ تقریب دعا پر اختتام پذیر ہوئی۔ بعد میں مہمانوں کی خدمت میں کھانا پیش کیا گیا۔

سیٹنگ و ڈیزائننگ۔ خلیفہ رواح الدین احمد